هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃ المبارک ٢٦/ فروری ١٩٩٩ء شمارہ ٩

٩/ ذوالقعدہ ١٤١٩ ہجری ☆ ٢٦/ تبلیغ ١٣٧٨ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

استغفار سے روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے

"یہ سچ ہے کہ انسان کسی زکی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اس کے انتظام و انصرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کامل نمونہ رسول اللہ ﷺ کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے سچے جانشینوں کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ ناعاقبت اندیش براہموؤں کا ردّ ہو۔ جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہیں ہے نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دے گا۔ اسی طرح پر یہ زمینداری جو روحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہیں کر سکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی، آبپاشی، نلائی کے تمام مرحلے طے کر چکا ہو۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرشد کامل کی ضرورت انسان کو ہے۔ مرشدِ کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان و ناواقف بچہ ایک کھیت میں بیٹھا ہوا اصل پودوں کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کر رہا ہے۔ یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ عبادت خود ہی آجائے گی۔ نہیں جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتل تام کی راہیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ پھر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو۔ اس کا علاج خود ہی بتلایا۔ وان استغفروا ربّکم ثم توبوا الیہ (ھود : ٤) یاد رکھو دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے"۔

(ملفوظات جلد ٢، مطبوعہ لندن صفحہ ٦٧، ٦٨)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٦/ فروری ١٩٩٩ء :

آج حضور انور کے ساتھ بچوں کی کلاس ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ حسب معمول کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ تلاوت کے بعد نظم ترجمے کے ساتھ سنائی گئی۔ بعدہٗ "صداقتِ قرآن مجید" پر ایک لڑکے نے تقریر کی جس میں قرآن مجید کی صداقت میں سورۃ تکویر کی آیات جو آج کل کی ٹرانسپورٹیشن کے ذرائع کے متعلق ہیں بیان کیں۔ ایک اور نظم اور ترجمے کے بعد ایک لڑکے نے آنحضرت ﷺ کے بادشاہوں کے نام خطوط کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ ماہ فروری کا نام تبلیغ ہے۔ خطوط دعوت اسلام کے بارے میں تھے۔ خطوط ہرقل، شاہِ ایران اور نگس شاہِ ایبے سینیا کو بھیجے گئے۔ حضور نے بچے کی تقریر اتنی پسند فرمائی کہ فرمایا اسے ریویو میں شائع کروانے کے لئے بھیجا جائے۔ ایک بچی نے "میری انڈیا کی ٹرپ" کے موضوع پر تقریر کی۔ پہلے عمرہ کیا پھر قادیان کے جلسہ میں شمولیت کی جہاں بیت الدعا، بیت الفکر اور بیت الذکر میں عبادت کا موقعہ ملا۔ ایک نغمے پر آج کی کلاس کا اختتام ہوا۔

اتوار، ٧/ فروری ١٩٩٩ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والے احباب کی ملاقات کا دن تھا اور آج وہ پروگرام نشر کیا گیا جو یکم جولائی کو پہلی بار نشر کیا گیا تھا۔ چند اہم سوالات حسب ذیل ہیں :

☆...... آپ ان بچوں کے بارے میں کیا مشورہ دیں گے جو مختلف کلچرز کے ماحول میں زندگی گزارتے ہیں ؟۔

باقی صفحہ نمبر ١٢ پر ملاحظہ فرمائیں

علوم کے اس زمانے میں آیت الکرسی کے مضامین کو روشن کرنے کی ضرورت ہے

علوم کے جو باب تاریخ نے ہمارے سامنے کھولے ہیں ہر نئے باب کھلنے کا اس آیت کریمہ سے تعلق ہے

احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں آیت الکرسی کے مضامین کا نہایت پرمعارف اور بصیرت افروز تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ١٢/ فروری ١٩٩٩ء)

لندن (١٢/ فروری) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت الکرسی (سورۃ البقرہ : ٢٥٦) کی تلاوت کی اور پھر اس کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات عظیمہ کا نہایت دلکش اور پُر معارف ذکر کرتے ہوئے اس کی تشریح و تفسیر بیان فرمائی۔ اور اس آیت کریمہ کے الفاظ کے باہمی ربط و تسلسل اور مضمون کے نظم و نسق کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ حی و قیوم ہے اور اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ حضور نے فرمایا کہ نَوم اونگھ کی اگلی شکل ہے۔ کہتے ہیں کہ نَوم یعنی نیند موت کی بہن ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہو وہ تھک سکتی ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی تبدیلیوں سے پاک ہے اس لئے وہ تھکتا نہیں اور نہ اسے اونگھ یا نیند کی کوئی حاجت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیائے علم میں جتنا بھی انسان ترقی کرتا ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تابع ہے۔ از خود علمی ترقی اس کا ذاتی خاصہ نہیں ہے جب تک خدا

باقی صفحہ نمبر ٢ پر ملاحظہ فرمائیں

ملاؤں کی فتنہ انگیزی اور شرپسندی کے نتیجہ میں رمضان کے مبارک مہینہ میں

مسجد احمدیہ بدوملہی (پاکستان) سے

☆☆☆ کلمہ طیبہ کی تختی کو اکھیڑنے کے لئے پولیس کی مذموم کارروائی ☆☆☆

(رشید احمد چوہدری - پریس سیکرٹری)

پاکستانی مولویوں کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے پاکستان پولیس کے فرائض میں یہ چیز بھی شامل ہو گئی ہے کہ وہ احمدیہ مساجد سے کلمہ مٹا دیں۔ چنانچہ پاکستان کے طول و عرض میں اکثر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جہاں پولیس پہلے تو جماعت احمدیہ کے ممبران کو دھمکیاں دیتی ہے کہ وہ خود ہی اپنی مساجد سے کلمہ مٹا دیں مگر جب یہ جواب ملتا ہے کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ہم اپنے ہاتھوں سے کلمہ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ پھر دوسرا مرحلہ یہ آتا ہے کہ شرپسندوں کو اجازت دیں کہ وہ جماعت احمدیہ کی مسجد کو کلمہ سے محروم کر دیں۔ جماعت احمدیہ کے ممبران اس پر بھی راضی نہیں ہوتے اور ان کا جواب ہوتا ہے کہ پولیس وردی میں آئے اور کلمہ مٹائے تو اس صورت میں وہ کوئی مزاحمت نہیں کریں گے۔ چنانچہ اکثر جگہوں پر پولیس نے ہی یہ "کارنامہ" سرانجام دیا ہے۔

کچھ اسی طرح کا ایک واقعہ جماعت احمدیہ کی مسجد واقع بدوملہی (ضلع سیالکوٹ) کا ہے۔ ۱۰ر جون ۱۹۸۶ء کو بدوملہی کے چند شرپسند مولویوں اور ان کی حمایت کرنے والوں کے پرزور مطالبہ اور دباؤ کے پیش نظر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ مہر محمد اکبر اور ایس۔ ایچ۔ او تھانہ رعیہ خاص کی سرکردگی میں پولیس نے بدوملہی کی مسجد سے کلمہ مٹایا تھا اور بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ مگر کلمہ کے محافظوں نے ان کی خوشی پر جلد ہی پانی پھیر دیا اور کلمہ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ نظر آنے لگا۔ پھر تو یہ ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ کلمہ کے دشمن آتے اور پولیس کی مدد سے کلمہ مٹا جاتے اور کلمہ کے محافظ اٹھتے اور کلمہ کو دوبارہ اجاگر کر دیتے۔ یہ عمل ۱۹۸۶ء سے لے کر اب تک کوئی دس مرتبہ دہرایا گیا۔ بالآخر انتظامیہ نے مولویوں کو جواب دیا کہ ہم نے اتنی بار کلمہ مٹایا ہے ہمیں اور بھی کام ہیں جاؤ اور خود کلمہ مٹاؤ۔ اس طرح انتظامیہ کی جان بھی چھوٹ گئی اور مولویوں کو مسجد کے نزدیک آنے کی جرأت بھی نہ ہوئی۔ اور کلمہ طیبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ مسجد احمدیہ کی پیشانی پر چمکتا رہا۔

کوئی تین ماہ قبل مسجد احمدیہ کی توسیع کا منصوبہ بنایا گیا۔ بیرونی گیٹ کو بھی بڑا کیا گیا اور اس کے اوپر سنگ مرمر کی تختی (۱۸×۶۳ انچ) پر کلمہ لکھوا کر نصب کر دیا گیا۔ اس کو دیکھ کر کلمہ کے دشمنوں کو سخت اذیت پہنچی اور ایک بار پھر "کلمہ ہٹاؤ" کی مہم شروع ہوئی۔ اس مہم کے سرکردہ مولوی غلام رسول بٹ، مولوی شفیق بھٹی، قاری نصر اللہ، مولوی عظمت اللہ سیفی، مولوی اختر علی، محمد نواز، غلام نبی ربانی اور فضل بٹ تھے جنہوں نے ڈپٹی کمشنر نارووال کو درخواست دی کہ احمدیوں نے اپنی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ لکھ رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ یہ بھی لکھا کہ احمدی کھلم کھلا تبلیغ کرتے ہیں۔ اپنی عبادت گاہ میں مجالس سوال و جواب منعقد کرتے ہیں اور رمضان المبارک میں دیگر مسلمانوں کو بھی افطاری پر مدعو کرتے رہے ہیں۔

ڈپٹی کمشنر نارووال نے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اللہ دتہ وڑائچ کو تحقیقات کے لئے مقرر کیا جنہوں نے جماعت احمدیہ بدوملہی کے صدر خواجہ مسعود احمد کو بات چیت کے لئے بلدیہ بدوملہی کے دفتر میں طلب کیا اور کہا کہ آپ کے خلاف مندرجہ بالا مضمون کی درخواست موصول ہوئی ہے کیا یہ سب کچھ صحیح ہے؟ اور یہ کہ اس وجہ سے علاقہ میں نقص امن کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ مجالس سوال و جواب منعقد ہوتی ہیں مگر وہ ہم اپنی مسجد کے اندر تربیتی اغراض سے کرتے ہیں، کسی غیر کو کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے۔ جہاں تک کلمہ کا تعلق ہے جب سے مسجد تعمیر ہوئی ہے اس کے گیٹ پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا جسے آپ لوگ مٹاتے رہے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ مقامی انچارج تھانہ اور چیئرمین ٹاؤن کمیٹی کی موجودگی میں فریقین کو بٹھا کر گفت و شنید کی جائے اور کوئی فیصلہ کیا جائے۔ اس اجلاس میں ٹاؤن کمیٹی کے وائس چیئرمین، بلدیہ کے ممبران اور شرپسند مولوی بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھے۔ اور جماعت احمدیہ کے وفد میں مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب باجوہ امیر ضلع نارووال کی سرکردگی میں کئی احباب موجود تھے۔ بعض شیعہ بااثر شخصیتیں بھی موجود تھیں۔ ایک شیعہ لیڈر نے انتظامیہ کے سربراہ سے سوال کیا کہ کیا ملک کے سارے قوانین صرف احمدیوں کو دبانے کے لئے ہیں یا کوئی ایسا قانون بھی ہے جس کی مدد سے ان افراد کے خلاف کارروائی کی جائے جو آئے دن مساجد کے لاؤڈ سپیکرز سے احمدیوں کو گالیاں نکالتے رہتے ہیں۔

انچارج تھانہ نے مولویوں کو خبردار کیا کہ آئندہ ایسا ہوا تو وہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر مجبور ہو گا۔ پھر مولویوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ مسجد سے کلمہ اتار لیا جائے۔ اور کہا کہ چونکہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اس لئے وہ مسجد کو "مسجد" نہیں کہہ سکتے تو پھر کلمہ کیوں لکھتے ہیں۔ مولوی صاحبان نے دھمکی دی کہ ہم نے اپنا موقف انتظامیہ پر واضح کر دیا ہے اب انتظامیہ کا کام ہے کہ وہ قانون پر عمل کروائے۔

جماعت احمدیہ کے وفد کے امیر نے انتظامیہ پر واضح کر دیا کہ اگر آپ نے تختی کو اکھاڑنا ہی ہے تو سرکاری اور باوردی آدمی لے کر آئیں۔ ہم ان کے علاوہ کسی اور شخص کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

چنانچہ پولیس کی طرف سے مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۹ء (۲۴ر رمضان المبارک) کو پیغام موصول ہوا کہ رات ۸ بجے کلمہ کی تختی کو اکھاڑا جائے گا۔ اسی دن بلدیہ کے چیئرمین اور انچارج پولیس چوکی نے فون پر یہ بھی کہا کہ چونکہ پولیس کے سپاہی یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں کوئی مستری فراہم کر دیں۔ جماعت احمدیہ نے جواب دیا کہ اس مذموم کام کے لئے تو ہم آپ سے کسی قسم کا تعاون کرنے کو تیار نہیں۔

چنانچہ رات نو بجے بدوملہی پولیس تھانہ کے انچارج ریاض چدھڑ، اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس تہاور خان، چار پانچ پولیس کانسٹیبلوں کے ساتھ ایک مزدور پکڑ کر لے آئے۔ اور تقریباً پون گھنٹہ کی سرتوڑ کوشش کے بعد کلمہ طیبہ کی تختی کو اکھاڑا گیا اور پھر دو تین سپاہیوں نے اسے پکڑ کر نیچے اتارا۔

اس مذموم کارروائی کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی ہے۔ اس تمام کارروائی کے دوران مسجد میں موجود تمام احمدی "بہ دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ" پڑھتے رہے۔ اور پولیس کے جانے کے بعد کلمہ طیبہ کی تختی کو مین گیٹ کے بالمقابل اندرونی دیوار پر نصب کر دیا گیا ہے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تعالیٰ کسی کی صلاحیتوں کو ہر موقع کے لئے خاص اجازت نہ دے کسی علم کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ علوم کے جو باب تاریخ نے ہمارے سامنے کھولے ہیں ہر نئے باب کھلنے کا اس آیت کریمہ سے تعلق ہے۔ لاَیُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہٖ اِلاَّ بِمَا شَآءَ۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علوم کے اس زمانے میں آیت الکرسی کے مضامین کو روشن کرنے کی ضرورت ہے اور اسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو روشن فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کریمہ کے تشریحی ترجمہ و مختصر تعارفی کلمات کے بعد احادیث نبویہ کے حوالہ سے اس آیت کی عظمت و اہمیت کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اسے آنحضرتؐ نے عظیم ترین آیت فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرہ ہے اور سورۃ البقرہ کی چوٹی یہ آیت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے الحیّ القیوم کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ الحی کے معنے ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ القیوم خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصل باعث۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے الحی، القیوم کے الفاظ کا سورۃ فاتحہ کے الفاظ ایاك نعبد و ایاك نستعین سے ربط اور تعلق کو بھی واضح فرمایا۔ حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے حوالے سے اس آیت کے مطالب کا نہایت پر معارف ذکر جاری تھا کہ خطبہ کا وقت ختم ہو گیا۔

جماعت احمدیہ فرانس کے ساتویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

بفضل تعالیٰ جماعت احمدیہ فرانس کو اپنا ساتواں جلسہ سالانہ مورخہ ۳۰، ۳۱ر اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ ۱۹۹۷ء میں مشن ہاؤس میں بعض تعمیراتی کاموں کی وجہ سے جماعت اس بابرکت اجتماع سے محروم رہی تھی کیونکہ کونسل کی طرف سے مشن ہاؤس کو پبلک استعمال کے لئے بند کیا ہوا تھا۔ چنانچہ امسال مقامی کونسل کی طرف سے اجازت ملتے ہی احباب جماعت نے مکرم امیر صاحب کی ہدایات کے مطابق جلسہ سالانہ کی تیاریوں پر پورے زور شور سے کام شروع کر دیا۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی گئی جنہوں نے مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ کی قیادت میں کافی میٹنگز کیں۔ لجنہ اماء اللہ فرانس نے بھی تیاریوں میں بھرپور حصہ لیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی شرکت بھی متوقع تھی مگر ان دنوں موسم کی شدید خرابی کی وجہ سے حضور ایدہ اللہ تشریف نہ لا سکے جس کا ذکر حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا اور جلسہ کے شرکاء کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

نماز جمعہ کے بعد لوائے احمدیت لہرانے کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تینوں دن اردو اور فرانسیسی زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ جماعت احمدیہ کی روایات کے مطابق نماز تہجد، درس قرآن و حدیث اور باجماعت ادائیگی نماز اور کثرت سے ذکر الٰہی اس جلسہ کا حصہ رہے۔ بعض غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ وزیر اعظم اور لارڈ میئر کے پیغامات بھی موصول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فرانس)

حضرت گوتم بدھؑ کے اقوال کی روشنی میں

بار بار پیدائش کے مسئلہ کی اصل حقیقت

(مسعود احمد دہلوی)

گوتم بدھ زندگی بھر اپنے پیروؤں کو تبلیغی وتربیتی اور تنظیمی امور کے متعلق مختلف مواقع پر جو مواعظ ونصائح فرماتے رہے ان مواعظ اور نصائح کو ان کی وفات کے کئی سو سال بعد "تری پٹک" کے نام سے تین علیحدہ علیحدہ مجموعہ ہائے کتب کی شکل میں مرتب کیا گیا تھا۔ ان کتب میں گوتم بدھ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ تمام انسان اپنے اچھے اور برے اعمال کے نتیجہ میں مرنے کے بعد مختلف نوعیت کی اچھی یا بری جونوں میں دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس لوٹ آتے ہیں۔ موت واقع ہونے کے بعد وفات یافتہ انسانوں کے کسی نہ کسی شکل میں دوبارہ جنم لینے کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا چلا جائے گا جب تک کہ انسان نروان (یعنی حقیقی اور کامل نجات) حاصل نہ کر لے۔ "تری پٹک" کی شرح کا درجہ رکھنے والی "جاتک کتھاؤں" اور بدھ مت کی دیگر قدیمی کتب میں بھی مذکور ہے کہ گوتم بدھ خود بھی نروان حاصل کرنے سے قبل بیشمار شکلوں اور حالتوں میں بار بار جنم لیتے رہے تھے۔ چنانچہ ان کی سابقہ جونوں کا قدیمی کتب میں بکثرت ذکر ملتا ہے۔

اس ضمن میں مزید تعجب انگیز امر یہ ہے کہ فی زمانہ بدھ مت کے پیرو بعد از وفات انسانوں کی مختلف شکلوں اور حالتوں میں بار بار جنم لینے اور لیتے چلے جانے کے قائل ہونے کے باوجود ہندو دھرم کے مزعومہ عقیدۂ تناسخ یا آواگون (جسے انگریزی میں Transmigration of soul کہتے ہیں) کے بشدت منکر ہیں اور اس لئے منکر ہیں کہ ان کے نزدیک روح نام کی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں کہ جو وفات پانے والے آدمی کے نئے جنم کے وقت ایک نئے قالب میں منتقل ہو کر اسی دنیا میں پھر واپس لوٹ آئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بدھ مت والوں کے نزدیک روح کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے تو انسان کے مرنے کے بعد اس کے مزعومہ دوسرے جنم کے وقت نئے مادی وجود میں وفات یافتہ وجود کی کیا چیز منتقل ہوتی ہے کیونکہ جب تک نئے مادی وجود میں پہلے وجود کا کوئی جزو منتقل نہ ہو وہ نیا وجود اس پہلے وجود کا نیا جنم کیسے قرار پا سکتا ہے؟۔ بدھ مت والے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ انسان اپنی مرضی اور ارادہ سے جو اچھے یا برے اعمال بجالاتا ہے وہ انہیں ان طاقتوں اور استعدادوں کے بل پر بجالاتا ہے جو اس کے وجود کا حصہ ہوتی ہیں۔ یہ جسمانی اور ذہنی قوتیں نیز استعدادیں اور صلاحیتیں اچھی یا بری تبدیلیوں کی زد میں تو آتی رہتی ہیں لیکن مرتی کبھی نہیں۔ یہ جسمانی اور ذہنی قوتیں اور استعدادیں ہی موت وارد ہونے پر نئے جنم کے وقت ایک نئے مادی وجود میں منتقل ہوتی ہیں اور اسی طرح بہ تسلسل (ہر نئے جنم کے وقت) منتقل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی کو بدھ مت میں نئے جنم یا انگریزی میں Rebirth سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جہاں تک انسانوں کے بار بار جنم لینے کے متعلق بدھ مت والوں کے اس عقیدے کا تعلق ہے پیرس یونیورسٹی کے نامور بدھ سکالر مسٹر وال پول راحول (WalPola Rahula) اس کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگریزی کتاب "What the Buddha Taught" (یعنی بدھ نے کیا تعلیم دی) میں تحریر کرتے ہیں:

When this physical body is no more capable of functioning, energies do not die with it, but continue to take some other shape or form, which we call another life. In a child all the physical, mental and intellectual faculties are tender and weak, but they have within them the potentiality of producing a full grown man.

Physical and mental energies which constitute the so-called being have within themselves the power to take a new form, and grow gradually and gather force to the full.

"جب یہ مادی جسم اپنا وظیفۂ منصبی ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا (یعنی موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے) تو اس کے مرنے کے ساتھ اس کی باطنی قوتیں نہیں مرتیں بلکہ وہ کوئی اور شکل یا حالت اختیار کرنے کے عمل کو جاری رکھتی ہیں جسے ہم ایک نئی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک بچہ میں جملہ جسمانی، دماغی اور ذہنی استعدادیں بہت کمزور اور نازک حالت میں ہوتی ہیں لیکن فی ذاتہ وہ ایک مکمل بالغ انسان کو معرض وجود میں لانے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتی ہیں۔ نیا وجود جن جسمانی اور ذہنی قوتوں کا مجموعہ ہوتا ہے وہ قوتیں اپنے اندر یہ مقدرت رکھتی ہیں کہ وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیں۔ اور بتدریج بلوغت کو پہنچ کر بھرپور قوت مجتمع کر دکھائیں"۔

(کتاب مذکور کا صفحہ ۳۳۔ ناشر گورڈن فریزر لمیٹڈ بریڈفورڈ۔ سیکنڈ ایڈیشن ۱۹۳۸ء)

مسٹر وال پول راحول کی مذکورہ کتاب کا مندرجہ بالا اقتباس اس نتیجہ پر پہنچنے میں ممد ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے تو دیوی دیوتاؤں اور ان کی مورتیوں کو خدا کی خدائی میں شریک ماننے کی وجہ سے روحوں کو انادی یعنی ازلی ابدی ماننے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا۔ ادھر بدھ مت والوں نے گوتم بدھ کی وفات کے عرصہ بعد خدائے واحد کی ہستی کے انکار کے ساتھ روحوں کے وجود کا بھی انکار کر ڈالا البتہ انسان کے اندر کارفرما جسمانی اور ذہنی قوتوں کو روح کا درجہ دے کر انہیں ازلی ابدی قرار دے دیا۔ اس طرح انہوں نے ہندوؤں میں مرنے کے بعد بھی انسانوں کی بار بار پیدائش کے عقیدے کو کسی قدر بدلی ہوئی شکل میں اپنا لیا۔ ظاہر ہے ہمہ قدرت وہمہ طاقت خدائے واحد ویگانہ کی ہستی کے انکار نے ہندوؤں کی طرح بدھ مت والوں کو بھی بار بار پیدائش کے لامتناہی چکروں میں الجھا کر رکھ دیا۔

بدھؑ کی اصل تعلیم کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا پرشوکت اعلان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں ہندوؤں کے آواگون کے عقیدے کو باطل قرار دیا وہاں بدھ مت والوں کے بار بار جنم کے عقیدے کے غلط ہونے کا بھی اعلان فرمایا اور اس امر پر زور دیا کہ گوتم بدھ ہرگز بھی اس غلط عقیدہ کے قائل نہ تھے۔ اس عقیدہ کو ان کی طرف منسوب کرنا ہی سرے سے غلط ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی معرکہ آراء تصنیف "مسیح ہندوستان میں" کے اندر گوتم بدھ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنے مواعظ میں جہاں جہاں بار بار پیدائش کا ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد انسان کے مرنے اور وفات پانے کے بعد دوبارہ جنم لے کر پھر واپس لوٹ آنے سے نہیں تھی بلکہ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہر انسان اس دنیا میں ایک دفعہ پیدا ہو کر یہاں جو زندگی گزارتا ہے اسی زندگی کے دوران وہ بار بار مر بھی رہا ہوتا ہے اور جی بھی رہا ہوتا ہے۔ انہوں نے عیش و عشرت میں بسر ہونے والی گناہ آلود زندگی کو مرنے سے اور اخلاقی حدود وقیود کی پابندی اختیار کرتے ہوئے نیکیاں بجالانے کی حالت کو نئی زندگی یا نئے جنم سے تشبیہہ دی ہے۔ چنانچہ بار بار مرنے اور جینے سے متعلق گوتم بدھ کی تعلیم کی اصل حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مذکورہ بالا تصنیف میں رقم فرمایا۔

"اُس کے (یعنی گوتم بدھ کے) نزدیک تناسخ تین قسم پر ہے۔ اول یہ کہ مرنے والے کے عقد ہمت اور اعمال کا نتیجہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک اور جسم پیدا ہو۔ دوسری وہ قسم جس کو تبت والوں نے اپنے لاموں میں مانا ہے۔ یعنی یہ کسی بدھ یا بدھ ستوا کی روح کا کوئی حصہ موجودہ لاموں میں حلول کر آتا ہے۔ تیسری قسم تناسخ کی یہ ہے کہ اسی زندگی میں طرح طرح کی پیدائشوں میں انسان گزرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ درحقیقت اپنے ذاتی خواص کے لحاظ سے انسان بن جاتا ہے۔ ایک زمانہ انسان پر وہ آتا ہے کہ گویا وہ بیل ہوتا ہے اور پھر زیادہ حرص اور کچھ شرارت بڑھتی ہے تو کتا بن جاتا ہے اور ایک ہستی پر موت آتی ہے اور دوسری ہستی پہلی ہستی کے اعمال کے موافق پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ سب تغیرات اسی زندگی میں ہوتے ہیں......

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے۔ ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے۔ اور یہ الزام جو بدھ خدا کا منکر ہے یہ محض افتراء ہے بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے۔ ہاں وہ ویدانت پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی اور محرف اور مبدل کتاب خیال کرتا ہے۔ اور جس زمانہ میں وہ ہندو اور وید کا تابع تھا اُس زمانہ کی پیدائش کو ایک بری پیدائش قرار دیتا ہے چنانچہ وہ اشارات کے طور پر کہتا ہے کہ میں ایک مدت تک بندر بھی رہا اور ایک زمانہ تک ہاتھی اور پھر میں ہرن بھی بنا اور کتا بھی۔ اور چار دفعہ میں سانپ بنا اور پھر چڑیا بھی بنا اور مینڈک بھی بنا اور دو دفعہ مچھلی بنا اور دس دفعہ شیر بنا اور چار دفعہ مرغا بنا اور دو دفعہ مَیں سؤر بنا اور ایک دفعہ خرگوش بنا اور خرگوش بننے کے زمانے میں بندروں اور گیدڑوں اور پانی کے کتوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ اور پھر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں بھوت بنا اور ایک دفعہ عورت بنا اور ایک دفعہ ناچنے والا شیطان بنا۔ یہ تمام اشارات اس اپنی تمام زندگی کی طرف کرتا ہے جو بزدلی اور زنانہ خصلت اور ناپاکی اور درندگی اور وحشیانہ حالت اور عیاشی اور شکم پرستی اور توہمات سے بھری ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے وہ اس زمانہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ وہ وید کا پیرو تھا کیونکہ وہ وید کے ترک کرنے کے بعد کبھی اس طرف اشارہ نہیں کرتا کہ پھر بھی کوئی حصہ گندی زندگی کا اس کے اندر رہا تھا بلکہ اس کے بعد اس نے بڑے بڑے وعدے کئے اور کہا کہ وہ خدا کا مظہر ہو گیا اور نروان کو پا گیا"۔

("مسیح ہندوستان میں" ایڈیشن ۱۹۵۱ء صفحہ ۸۸ تا ۹۰)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس وضاحت سے صاف عیاں ہے کہ گوتم بدھ نے اسی دنیا میں انسانی زندگی میں رونما ہونے والے تغیرات کو بار بار مرنے اور بار بار جینے سے تعبیر کیا تھا لیکن بعد میں ان کے ماننے والوں نے ہندوؤں کے آواگون کے عقیدہ سے متاثر ہو کر اعمال انسانی کے پیچھے کارفرما قوتوں کو ازلی ابدی قرار دے ڈالا اور مختلف شکلوں اور حالتوں میں فی الحقیقت بار بار پیدا ہونے کے باطل نظریہ کو اپنا لیا۔ گوتم بدھ کا اسی حیات ارضی میں رونما ہونے والے تغیرات کو استعارہ کے طور پر مرنے اور جینے سے تعبیر کرنا اس امر پر دال ہے کہ وہ جسمانی موت واقع ہونے کے بعد دوبارہ کسی بھی شکل میں جی اٹھنے یا فوت شدہ انسانوں کے اس دنیا میں دوبارہ واپس آنے کے ہرگز قائل نہ تھے۔

بار بار پیدائش کے متعلق بدھؑ کا فیصلہ کن قول

ہرچند کہ گوتم بدھ کی تعلیم پر مشتمل "تری پٹک" نامی سلسلۂ کتب ان کی وفات کے کئی سو سال بعد وقفہ وقفہ سے منعقد ہونے والی متعدد کونسلوں میں بھکشوؤں نے مرتب کیا تھا اور ان بھکشوؤں کے ذاتی میلانات ورجحانات اور بدھ مت کے مخالف

برہموں کے اثرات بھی ان میں راہ پا گئے تھے اور اس طرح گوتم بدھ کی اصل تعلیمات مسخ ہو کر رہ گئی تھیں تاہم اگر آج بھی "تری پٹک" کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اور چھان پھٹک سے کام لے کر اصل حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی جائے تو بدھ کی اصل تعلیمات تک رسائی ممکن ہو سکتی ہے اور انہیں میں سے گوتم بدھ کے ایسے ارشادات کو الگ کیا جاسکتا ہے جن سے دنیا میں انسانوں کے بار بار واپس آنے کے عقیدے کا غلط ہونا آشکار ہو سکتا ہے۔ اس امر کی کہ "تری پٹک" میں ابتداءً گوتم بدھ کے بعض ایسے اقوال موجود تھے جن سے بار بار پیدائش کے نظریہ کی نفی ہوتی تھی ایک بالواسطہ شہادت تو خود نامور بدھسٹ سکالر مسٹر وال پول راحول کی اس کتاب میں بھی موجود ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ اس سے ہماری مراد ان کی کتاب "What the Buddha Taught" ہے۔ انہوں نے "تری پٹک" کی "پاراماتھا جوتیکا کمنٹری" (Paramatha Jotika Commentary) نامی شرح کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "تری پٹاک" کی اس شرح میں گوتم بدھ کا ایک قول ان کے اپنے الفاظ میں درج ہے جو یہ ہے:

'When the Aggregates arise, decay and die, O bhikkhu, every moment you are born, decay and die.'Thus, even now during this life time, every moment we are born and die, but we continue.

(What the Buddha Taught, by Walpola Rahula. Published by The Gordon Fraset Gallery Ltd Bradford.U.K.

"جب (انسانی اعضاء اور ان میں پوشیدہ طاقتوں اور استعدادوں کے) پانچ مجموعے اپنی اجتماعی حیثیت میں بیدار ہو کر برائے کار آتے ہیں، زوال پذیر ہوتے ہیں اور ان پر فنا وارد ہوتی ہے۔ تو اے بھکشوؤ! ان کے ساتھ ہی تم ہر لحہ پیدا بھی ہو رہے ہوتے ہو، زوال پذیر بھی ہو رہے ہوتے ہو اور مر بھی رہے ہوتے ہو"۔

(کتاب مذکور کا صفحہ ۲۳)

اگرچہ مسٹر وال پول راحول نے بدھ کے اس قول سے اپنے طور پر یہ استدلال کیا ہے کہ جب ہم اسی زندگی میں ہر لحہ مر بھی رہے ہوتے ہیں اور جی بھی رہے ہوتے ہیں اور بار بار مرنے کے باوجود ہماری زندگی کا تسلسل بر قرار رہتا ہے تو حقیقی موت واقع ہونے کے بعد بار بار مرنے اور جینے کا تسلسل کیوں جاری نہیں رہ سکتا؟ مراد ان کی یہ ہے کہ حقیقی موت واقع ہونے کے بعد بھی بار بار پیدائش کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں خود احساس ہے کہ ان کا یہ استدلال ایک مفروضہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ اگر بار بار پیدائش کا مسئلہ برحق ہوتا تو گوتم بدھ اپنے مذکورہ بالا قول میں خود اس کی وضاحت کر دیتے۔ غالباً اپنے استدلال کی اس فرضی حیثیت کی وجہ سے ہی انہوں نے حاشیہ میں گوتم بدھ کے اس قول کے متعلق لکھا ہے:

So far I have not been able to trace this passage back to its original text.

"میں ابھی تک گوتم بدھ کے اس قول کو "تری پٹک" کے اصل متن کے اندر تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہوں"۔

(کتاب مذکور کا حاشیہ صفحہ ۲۳)

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ گوتم بدھ کا مذکورہ بالا قول مروجہ "تری پٹک" میں موجود نہیں ہے تو بھی اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ جس زمانہ میں "تری پٹک" کی مذکورہ بالا قدیمی شرح مرتب ہوئی تھی اس زمانہ تک یہ قول "تری پٹک" میں لازماً موجود تھا۔ اگر موجود نہ ہوتا تو مذکورہ بالا شرح کا مصنف کبھی اسے اپنی شرح میں نقل نہ کرتا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کے زیر اثر بدھسٹوں نے بار بار پیدائش کے نظریہ کو اپنا لیا تو گوتم بدھ کے مذکورہ بالا قول کو اس نئے اختیار کردہ نظریہ سے متصادم ہونے کے باعث "تری پٹک" سے خارج کر دیا گیا۔ گوتم بدھ کے اس متنازعہ قول سے قطع نظر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج بھی "تری پٹک" میں ایسے واضح اشارے موجود ہیں جن سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ گوتم بدھ اصلی اور حقیقی موت واقع ہو جانے کے بعد کسی بھی فوت شدہ انسان کی دنیا میں دوبارہ پیدائش یا واپسی کے قائل نہ تھے بلکہ فوت شدہ انسانوں کے اپنے اچھے اور برے اعمال کے مطابق جہان اخروی میں جنت یا دوزخ میں مقام پانے اور دنیا میں کبھی واپس نہ لوٹنے پر ایمان رکھتے تھے۔

گوتم بدھ پر برہموں کا ایک الزام

ایک واضح اشارہ اس امر کا کہ گوتم بدھ جسمانی موت واقع ہو جانے کے بعد انسانوں کے کسی شکل یا حالت میں اس دنیا میں واپس آنے کے قائل نہ تھے بلکہ دنیوی زندگی میں روحانی دکھ اور روحانی سکھ کی ادلتی بدلتی حالتوں کو ہی بار بار وارد ہونے والی موت اور بار بار ظہور میں آنے والی پیدائش سے بطور استعارہ تعبیر کیا کرتے تھے گوتم بدھ کے ان ارشادات میں ملتا ہے جو "تری پٹک" کے ونایا (Vinaya) نامی حصہ میں مہاوگا (Ma-havagga) کے زیر عنوان درج ہے۔ ان ارشادات کا پس منظر یہ ہے کہ برہمن گوتم بدھ پر بڑے شدومد سے یہ الزام عائد کیا کرتے تھے کہ گوتم آواگون کا قائل نہیں ہے۔ ان الزامات سے متاثر ہو کر برہموں کے نگنتھا نامی فرقہ (Nigantha Sect) سے تعلق رکھنے والے سیہا (Siha) نامی ایک جرنیل کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ گوتم بدھ کی خدمت میں خود حاضر ہو کر آواگون کے بارہ میں ان کے نظریات معلوم کرے تاکہ وہ اصل حقیقت حال سے آگاہ ہو سکے۔ لیکن اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے گرو نگنتھانا تاپُتّا (Nigantha Natputta) سے اجازت حاصل کرے۔ چنانچہ وہ اپنے گرو کے پاس گیا اور گوتم سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ گرو نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ تم آواگون کی شکل میں اثر دکھانے والے اعمال (Effective Action) کے قائل ہو جبکہ گوتم ایک ایسے دھرم کا پرچار کر رہا ہے جس میں آواگون کی شکل میں اثر نہ دکھانے والے اعمال (Non-Effective Action) پر زور دیا گیا ہے۔ اس پر جنرل سیہا اپنے اس ارادہ سے باز آگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر سیہا کے دل میں گوتم سے مل کر اصل حقیقتِ حال سے آگاہ ہونے کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ پھر اجازت طلب کرنے کے لئے گرو کے پاس گیا۔ اس نے پھر اسے گوتم سے ملنے کا ارادہ ترک کرنے کی تلقین کی۔ آخر سیہا نے گرو کی اجازت کے بغیر ہی گوتم بدھ سے ملنے کی اپنے دل میں ٹھان لی۔ اور ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان پر لگائے جانے والے الزامات کی وضاحت چاہی۔ حضرت گوتم بدھؑ نے سیہا کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"And in what way is it, Siha, one truly could say of me:

The Samana Gotama is not for rebirth'! He who has freed himself from the necessity of returning in the future into a mother's womb, and of being reborn into new becomings, who has rooted out rebirth, and has done away with it as a palm-tree made baseless, so that it is made never to become again, such a person do I call 'not for rebirth'. Now the Tathagata, Siha, is such an one.

(The life of Gotama the Buddha by E.H.Brewster page 138 Publishers, Routledge & Kegan Paul Ltd. London E.C.A.1956)

یعنی "اے سیہا! ایک شخص کس لحاظ سے میرے بارہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہو گا کہ گوتم بار بار پیدائش پر یقین نہیں رکھتا! وہ شخص جس نے اپنے آپ کو مستقبل میں کسی رحم مادر میں واپس لوٹنے اور نئی حالتوں میں دوبارہ پیدا ہونے کی ضرورت سے آزاد کر لیا ہے۔ جس نے بار بار پیدائش کے سلسلہ کو اس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جس طرح ایک پام کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور اسے دوبارہ جڑ پکڑنے اور کھڑا ہونے کے قابل نہ چھوڑا جائے۔ ایسے شخص کے متعلق میں کہتا ہوں کہ وہ دوبارہ پیدا ہونے کے سلسلہ سے مبرا ہے۔ اے سیہا! تتھاگتا (مراد گوتم بدھ) بھی ایک ایسا ہی شخص ہے"۔

گوتم بدھ کے اس ارشاد میں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ انہوں نے مختلف حالتوں میں بار بار پیدا ہونے کا کلی انکار نہیں کیا کیونکہ جیسا کہ ان کے ایک اور قول کی رو سے اوپر واضح کیا جا چکا ہے وہ اسی زندگی میں اچھے اور برے خیالات و اعمال کے مطابق اچھے اور برے تغیرات کو نئی پیدائشوں سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے واضح کیا جو شخص اپنے خیالات کو پاک کر کے اپنے آپ کو ایسا بنا لیتا ہے کہ اس سے پاکیزہ اعمال ہی سرزد ہوتے ہیں اور اس طرح بداعمالیوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے وہ اسی دنیا میں بار بار پیدا ہونے کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔

انسانوں پر وارد ہونے والی دو قسم کی اموات

اس امر کو گوتم بدھ نے ایک اور مکالمہ میں واضح فرمایا ہے کہ حقیقی موت واقع ہونے پر اچھے اعمال بجالانے والا شخص اگلے جہان میں جنت میں جگہ پاتا ہے اور برخلاف اس کے برے اعمال بجالانے والے کا ٹھکانہ دوزخ ہوتا ہے اور یہ کہ اچھے اور برے اعمال بجالانے والوں میں سے کوئی بھی جسمانی موت واقع ہونے کے بعد اِس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ قبل اس کے کہ ہم گوتم بدھ کے اس مکالمہ کی طرف آئیں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ انہوں نے انسانوں پر دو قسم کی موت وارد ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ایک موت انسان پر اس وقت وارد ہوتی ہے جب وہ نفسانی خواہشات کا غلام بن کر برے افعال کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسا کرنے میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اسے گوتم بدھ ایک نئی پیدائش سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ نئی پیدائش ایک نئی موت کے مترادف ہوتی ہے۔ اس قسم کی موت ان کے اس قول کے تحت کہ 'اے بھکشوؤ! تم ہر لحہ مر بھی رہے ہوتے ہو اور جی بھی رہے ہوتے ہو' اسی زندگی میں وارد ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ حقیقی موت سے ایک مختلف موت ہوتی ہے اور یہ اسی زندگی میں حقیقی موت وارد ہونے سے قبل کے زمانہ میں انسان میں رونما ہونے والے تغیرات پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری قسم کی موت حقیقی موت ہوتی ہے۔ اس کے وارد ہونے پر اسی زندگی میں رونما ہونے والے تغیرات کی شکل میں بار بار پیدائش کا چکر یکسر ختم ہو

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

خطبہ جمعہ

جب تک آپ کی روح سجدے نہیں کرے گی آپ کی دعائیں مقبول نہیں ہونگی

اپنے گھر کی زندگی کے لئے بکثرت دعائیں کریں تاکہ اللہ کے ذکر سے سارا گھر زندہ ہو جائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۸ر جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۸ر صلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ . اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی وَلْیُؤْمِنُوْا بِی لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾۔(البقرہ :۱۸۷)

آج رات سے رمضان مبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے اور اس عرصے میں اعتکاف بیٹھنے والے خالصتاً لِلّٰہ، اَللہ کی محبت میں اعتکاف بیٹھتے ہیں اور خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں۔ تو سب سے پہلے تو میں تمام جماعت کی طرف سے دنیا بھر میں اعتکاف بیٹھنے والے احمدیوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ ہم بھائیوں کو بھی جو باہر رہے ہیں اعتکاف سے مگر روح کے ساتھ شامل ہیں، ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جماعت کے عمومی مسائل کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے دعائیں کریں۔ خدا کرے کہ یہ اعتکاف کی راتیں نہ صرف ان کا مقدر جگائیں بلکہ جماعت کا اور ساری دنیا کا مقدر جگا دیں۔ اس تمہید کے ساتھ میں اعتکاف سے متعلق بھی کچھ امور بیان کروں گا جن کو معتکفین کو ہر جگہ پیش نظر رکھنا چاہئے اور یہ امور سراسر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح کے حوالے سے بیان کروں گا۔ لہٰذا ان پر ظاہری طور پر بھی اور روح کے لحاظ سے بھی پوری طرح عمل ہونا چاہئے۔

اب یہ جو دن آرہے ہیں یہ خاص قبولیت کے دن ہیں، خاص دعاؤں کے دن ہیں اور رمضان مبارک کا معراج ہے۔ یہ جو آخری عشرہ ہے انہی دنوں میں سے ایک دن "لیلۃ القدر" کی رات بھی ہوگی۔ انہی دنوں میں راتوں کو اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خاطر جھکنے اور ان کی دعائیں قبول کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ آیت کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ یہ اتنی عظیم الشان آیت ہے یعنی دعا کے مضمون پر اتنی جامع مانع کہ انسانی عقل حیرت زدہ ہو کر اس کو دیکھتی ہے۔ کوئی پہلو دعا کا باقی نہیں چھوڑا، کوئی پہلو قرب الٰہی کا نہیں رہنے دیا جس کا ذکر یہاں موجود نہ ہو۔ اور سب سے عظیم الشان بات اس آیت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کا ایسا ذکر اس میں موجود ہے کہ اگر انسان غور کرے تو اس کے بعد دنیا میں کسی دہریہ کے سامنے اسے جھکنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اتنا دائمی اور قطعی ثبوت ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس سے۔ اور یہ سارے امور ایک ہی خطبے میں تو شاید بیان نہیں ہو سکتے۔ لیکن آج اس آیت کی تفسیر میں میں ابھی آپ کے سامنے کچھ باتیں کھولوں گا اور کچھ بہت سے اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو اسی مضمون کے گرد گھوم رہے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا۔ اگر وقت نہ بچا تو انشاء اللہ اگلے خطبے میں بھی یہی مضمون جاری رہے گا۔

پہلی بات یہ ہے اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مخاطب ہیں اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں فَاِنِّی قَرِیْبٌ تو میں قریب ہوں۔ قریب کے بہت سے معانی بیان ہوئے ہیں لیکن ایک معنی جو میں سمجھتا ہوں بالکل برحق اور اس آیت کے سیاق و سباق کے عین مطابق اور ایک ذرہ بھی اس میں رائے کا دخل نہیں بلکہ یہ آیت اسی طرح کہہ رہی ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قرب مراد ہے۔ آپ کے قرب کی وجہ سے خدا قریب ہے۔ پس وہ بندے جو محمد رسول اللہ ﷺ سے خدا کے متعلق سوال کرتے ہیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھ نہیں رہے کہ ان میں خدا بولتا ہے۔ پس اس پہلو سے یہ عظیم الشان آیت ہے کہ وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں خدا کہاں ہے۔ دکھا دے انگوٹھو وہ ہے جس میں خدا ہے۔ تیرے اندر خدا بول رہا ہے۔ اور اس کے ثبوت کیا ہیں۔ وہ اس آیت میں آگے پھر پیش کئے جا رہے ہیں۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ پہلا ثبوت یہ ہے کہ تیری دعا کب ردّ ہوئی ہے۔ کوئی دعا ہے تیری جو ردّ کی گئی ہو۔ پس تُو ثبوت ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کا اور اس بات کا کہ جو دعا تُو کرتا ہے اور جس رنگ میں تُو دعا کرتا ہے وہ دعائیں لازماً مقبول ہونگی۔ پس اس آیت سے جو یہ شبہ پڑتا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ہر کس و ناکس کی دعا مراد ہے۔ اور ہر کس و ناکس یہ کہہ سکتا ہے کہ میری دعا تو قبول نہیں ہوئی، میں نے تو بہت دعائیں کیں اس کا بہترین ردّ یہ ہے۔ الدَّاعِ سے مراد یہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور میرے نزدیک اول معنے یہی ہیں۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ اس داعی محمدؐ رسول اللہ کی دعائیں سنتا ہوں جب بھی یہ مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کے پاس رہتا ہوں اس کے بعد پھر اور شک کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اور تمام دنیا کے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کا یہ ایک ایسا ثبوت ہے جس کا کوئی ردّ ہو ہی نہیں سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں تو قیامت تک کے لئے مقبول ہیں اور آپؐ کی دعاؤں ہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کو دن بدن نئی سے نئی کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں۔ ہر دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں اس بات کی گواہ ہیں کہ ایک خدا ہے اور وہ خدا سب سے زیادہ محمدؐ رسول اللہ کا خدا ہے۔ اور جس نے دیکھنا ہو قریب سے خدا کو دیکھ لے محمدؐ میں اس کو خدا دکھائی دے گا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ہم خدا کو جلوہ گر دیکھتے ہیں اور اس کی جلوہ گری کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں مگر خود محمدؐ رسول اللہ کا وجود، وہ وجود ثابت کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ آپؐ کی ذات میں جلوہ گر ہے۔ پس اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ میں الدَّاعِ محمدؐ رسول اللہ کی دعا کو سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، کبھی بھی اس کو مایوس نہیں کیا۔

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی۔ پس لوگوں کے لئے حکم ہے فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی وہ بھی میری بات کا جواب دیں جیسے محمدؐ رسول اللہ نے جواب دیا۔ میری دعوت پر لبیک کہیں جیسے محمدؐ رسول اللہ نے لبیک کہا تو پھر میں ان سے بھی ایسا سلوک کروں گا۔ وَلْیُؤْمِنُوْا بِی۔ اب وَلْیُؤْمِنُوْا بِی کا مفہوم اس سیاق و سباق میں یہ بنتا ہے کہ ویسا ایمان لائیں جیسے محمد رسول اللہ ایمان لائے تھے۔ محض دور بیٹھے ایمان کے دعوے کر دینا تو بالکل ایک فضول سی بات ہے۔ ایمان وہ جو استجابت کے بعد کا ایمان ہے۔ قبول کرو اللہ کی باتیں پھر ایمان کی باتیں کرو۔ اللہ کی باتیں ہی قبول نہیں تو ایمان کی باتیں کیسے ہو گئیں اور جو اللہ کی باتیں قبول نہیں کرتا وہ قریب بھی نہیں ہے۔ اور جو اللہ کے قریب نہیں، اللہ اس کے قریب کیسے ہو سکتا ہے۔

پس یہ ایک حیرت انگیز طرز بیان ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قریب کی دعا تو میں ضرور سنتا ہوں پھر میرے قریب تو رہو۔ تم دور بیٹھے ہو تو میں دور بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے، صفات باری تعالیٰ میں یہ دونوں باتیں بیک وقت داخل ہیں کہ وہ سب سے قریب ہے اور سب سے دور ہے، اتنا دور کہ تصور بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس تم باتیں تو کرتے ہو قبولیت دعا کی اور مجھ سے دور رہتے ہو یعنی اللہ تعالیٰ گویا یہ فرما رہا ہے جب میری بات کا جواب نہیں دیتے تو معلوم ہوتا ہے تم بہت دور بیٹھے ہو، بہرے ہو گئے ہو، کچھ سمجھ نہیں آتی تمہیں میں کیا کہہ رہا ہوں اور جب مجھ سے مانگتے ہو تو سمجھتے ہو کہ میں تمہارے قریب آ جاؤں گا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہی سنت پیروی کے لائق ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے ایک لحہ بھی دور نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ ہر لحہ آپ کی دعائیں سنتا تھا۔

فرمایا لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اگر ہدایت پانی ہے تو یہی طریق ہے۔ اب یہ رمضان کی جو خاص راتیں آ رہی ہیں ان میں اسی طریق پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر عمل کریں گے اور اس طریق پر محنت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ پھر سب کو ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ یہ کیسے ہدایت نصیب ہوگی، یہ وعدہ کیسے پورا ہوگا اس ضمن میں میں کچھ باتیں ابھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ حدیثیں پیش کرتا ہوں جو اس آخری عشرہ سے تعلق رکھنے والی حدیثیں ہیں ان میں ان باتوں کا جواب آ گیا ہے۔ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ میں کیا کیا باتیں مراد ہیں، کیسے تم ہدایت پا سکتے ہو، ان دس راتوں سے کیسے استفادہ کر سکتے ہو یہ سب طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے اور آپ کے فرمودات سے بالکل ظاہر و باہر ہیں۔

مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بیروت میں یہ روایت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔ یعنی وہ راتیں آرہی ہیں، وہ دن آرہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں اور اللہ کے نزدیک یہ دن عظیم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ دوسروں کو عظمت عطا کرتا ہے ورنہ اللہ کے حضور کوئی دن عظیم کیسے ہو سکتا ہے۔ عظیم اس نسبت سے ہیں کہ وہ عظیم بنانے والے دن ہیں۔ پس ربّ عظیم سے تعلق بڑھے گا تو بندہ بھی ساتھ ساتھ عظیم بنتا چلا جائے گا۔

پس ان ایام میں نصیحت کیا فرمائی، تہلیل کی۔ پہلی نصیحت یہ ہے کہ ان ایام میں تہلیل پھر دوسری نصیحت تکبیر اور تیسری نصیحت تحمید میں کثرت اختیار کرو۔ حدیث میں تو اختصار سے تہلیل، تحمید اور تکبیر کا ہی ذکر ہے لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ تہلیل کہتے ہیں لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا کثرت سے ذکر کرو۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ کا ورد زبان پہ رہنا چاہئے اور ایسا ورد جس کی ضرب کے ساتھ دل دھڑکیں اور انسان محسوس کرے کہ واقعی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور جب یہ سچے دل سے محسوس کرے گا تو تکبیر از خود اس سے پیدا ہوتی ہے اَللّٰہُ اَکْبَر ، اَللّٰہُ اَکْبَر سب سے بڑا اللہ ہے۔ ایک ہی ہے اور سب سے بڑا ہے۔

ان دو باتوں میں تضاد بھی تو ایک دکھائی دے رہا ہے بظاہر۔ جب ایک ہی ہے تو سب سے بڑا کیا مطلب۔ مطلب ہے وہی ہے، تمام کبر اسی کا ہے باقی چیزیں تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ یونہی نظر کے دھوکے ہیں جو دنیا میں دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک اللہ ہی کی شانِ کبریائی ہے جو ہر چیز میں جھلکے تو پھر توحید کا صحیح علم ہو سکتا ہے اگر نہ جھلکے تو یہ سب نظر کے دھوکے ہیں، کچھ بھی نہیں۔ تو اَکْبَر خدا ہے جس کی ساری کائنات ملکیت ہے اور تہلیل کے ذریعے اس کا کبر تم پر روشن ہوگا، کن معنوں میں وہ اَکْبَر ہے۔ کن معنوں میں وہ سب سے بڑا ہے۔ اور جو اس کے بندے بن جائیں جو سب سے بڑا ہے لازماً دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو وہ کبریائی نصیب ہوگی جو خدا کے غلاموں کو ہی نصیب ہوا کرتی ہے، جو کبریائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب سے زیادہ نصیب ہوئی۔

اور تحمید اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔ یہ دو باتیں ہوں تو دل سے بے اختیار شکر اٹھتا ہے، جب انسان خدا تعالیٰ کی وحدت کا اعتراف کرے اور دل کی گہرائی سے وحدت کا اقرار کرے اور اس کے نتیجے میں اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے کبریائی نصیب ہو جو صرف غلاموں کو ملتی ہے تو بے اختیار دل سے اَلْحَمْدُلِلّٰہ نکلتا ہے۔ یہاں "سب تعریف اللہ کے لئے ہے" دو پہلوؤں سے ہے۔ ایک یہ کہ اپنے نفس کی طرف توجہ نہ جائے، یہ خیال نہ ہو کہ اچھا میں بھی بڑا ہو گیا ہوں۔ فوری طور پر اس کا ازالہ اَلْحَمْدُ سے ہوگا کہ نہیں نہیں تعریفیں تو اللہ ہی کی ہیں، اسی سے ہمیں خیرات ملی ہے، ہمارا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ دوسرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایک جذبۂ شکر کے اظہار کا کلمہ بن گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے سے اب تک یہی نیک سنت چلی آ رہی ہے کہ جب کوئی اچھی خبر ملے تو بے اختیار منہ سے اَلْحَمْدُلِلّٰہ نکلتا ہے۔ تو ان دونوں معنوں میں اَلْحَمْدُلِلّٰہ کا وِرد ان دنوں میں بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔

ایک دوسری حدیث صحیح مسلم کتاب الاعتکاف سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے، اتنا کہ ان دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں ایسا مجاہدہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان)۔ تو اس لئے ساری دنیا کے احمدیوں کے لئے خاص نصیحت ہے کہ اگر غفلتیں پہلے ہو چکی ہیں تو ان کو چھوڑ دیں۔ اور اب ان دنوں کے مجاہدے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

مسلم کتاب الذکر میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے کہ لوگ زور زور سے نعرۂ تکبیر لگانے لگے۔ اب یہاں نعرۂ تکبیر کا ذکر چلا ہے تو اس تعلق میں یہ حدیث پیش نظر رہنی چاہئے۔ زور زور سے نعرۂ تکبیر لگانے لگے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا (ﷺ) 'اے لوگو! میانہ روی اختیار کرو، نہ تو تم کسی بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم پکار رہے ہو اس کو جو سمیع ہے، اس کو جو قریب ہے'۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر) ۔ اب اس نصیحت سے ہمیں قرب کے معنے بھی نصیب ہو گئے اور یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ، آپؐ کے صحابہ کے بھی قریب تھا۔ بہت بڑی خوش خبری ہے یہ صحابہ کے لئے۔

فرمایا تم اس کو پکار رہے ہو جو تمہارے قریب ہے۔ محمدؐ رسول اللہ بھی قریب تھے جن میں خدا تھا اور محمدؐ رسول اللہ کی وساطت سے، آپؐ کے طفیل سارے صحابہ بھی خدا کے قریب تھے اور ان میں بھی خدا جلوہ گر تھا۔ تو جب خدا تمہارے اندر ہے اور دُور نہیں اور بہرہ نہیں ہے کہ قریب بیٹھے بھی زور سے کہنا پڑے کہ اچھا یہ بات ہماری سن لے وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ فرمایا سمیع ہے اور قریب ہے ہر بات کو سنتا ہے خواہ وہ اونچی کہی جائے یا ہلکی، خفیف کی جائے اور وہ دور نہیں ہے اس لئے تم اسے پکارتے وقت دل کی گہرائی سے پکارو مگر اونچی آواز سے پکارنا ضروری نہیں ہے۔ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ نے اونچی آواز سے بھی تکبیر بلند کی ہے مگر خدا کو سنانے کے لئے نہیں، لوگوں کو سنانے کے لئے جن پر تکبیر کا رعب جاری کرنا ضروری تھا۔ پس ایسے مواقع پر تکبیر بلند کی جاتی ہے ان کو سنانے کے لئے جو خدا کے ذکر سے بہرے ہوں تاکہ تکبیر کی اتنی بلند چوٹ ان کے دل پر پڑے کہ شاید دل جاگ جائیں، شاید اس کھٹکھٹانے سے اللہ کا ذکر ان کے دلوں میں داخل ہو سکے۔

بخاری کتاب الصوم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک یہ حدیث ہے۔ جب رمضان آخری دس دنوں میں داخل ہوتا یا جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضرت ﷺ اپنی کمر ہمّت کس لیتے تھے اور اپنی راتوں کو زندہ فرماتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم ، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)۔ اہل وعیال کو عبادت کے لئے جگانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا عام دستور تھا اور آپ کی راتیں زندہ ہی رہا کرتی تھیں اس پر مزید کوشش اور مزید توجہ اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لوگ جو پہلے بھی تہجد گزار ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان دس دنوں کے تہجد میں کوئی نئی بات آنی چاہئے جو پہلے تہجد ادا کیا کرتے تھے ان میں نہیں تھی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تہجد میں تو سب چیزیں تھیں اس کے باوجود آپ ان دس راتوں میں خاص محنت فرمایا کرتے تھے اور اس کی وجہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اِنِّی قَرِیْبٌ۔

قریب ہوتے ہوئے پھر اور بھی قریب ہونے کا وعدہ، اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا قرب لامتناہی ہے۔ یہ وہم دل سے نکال دینا چاہئے کہ ہم قریب ہو گئے اور بس کافی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اللہ کے ایسے قریب نہیں ہوئے کہ اس سے آگے قرب ممکن نہیں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی جامد اور خدا بھی جامد ہو جاتا حالانکہ محمدؐ رسول اللہ پر جو خدا جلوہ گر ہوا وہ جامد نہیں ہے، ایک جگہ ٹھہرا ہوا نہیں ہے، وہ قرب میں بھی بڑھتا ہے۔ جب انسان سوچتا ہے کہ اس سے زیادہ قرب ممکن نہیں پھر اور قرب کے نظارے دیکھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس قرب میں ہمیشہ بڑھتے رہے ہیں، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک مقام پر، قربِ الٰہی کے مقام پر آکر آپؐ ٹھہر گئے تھے۔ پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مزید قُرب کے وعدے دئے اور باقی جتنے تہجد گزار، خدا کی راہیں تلاش کرنے والے ہیں ان کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے وہ اور قرب ڈھونڈیں۔

کسی ایک قرب کے تصور پر ٹھہر جانا کافی نہیں ہے۔ یہ مادی معشوقوں کا کام ہے کہ ان کے قریب ہوتے ہوتے ایک جگہ جاکر آپ ٹھہر جایا کرتے ہیں۔ اور جہاں ٹھہرے وہیں سے عشق مرنا شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا عشق دائمی ہے اور اس کے قرب میں کوئی مقام نہیں ہے جہاں ٹھہر جائیں اور خدا کا عشق مرنا شروع ہو جائے۔ پس یہ سارے مضامین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس سنت میں شامل ہیں کہ آپ کمر ہمت کس لیا کرتے تھے جیسے کوئی مشقت کے کام کے لئے اپنے ازار بند کو زور سے کس لیا کرتا ہے۔ اس کو عربی محاورے میں کہتے ہیں کمر ہمت کسنا۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی کمر ہمت کس لیا کرتے تھے۔

جہاں تک آپؐ کے اعتکاف بیٹھنے کا تعلق ہے اس کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہماری رہنمائی کر رہی ہے ، مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے، کہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ نے اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا۔ یاد رکھیں کہ اس زمانے میں مسجد نبوی میں اتنی بڑی گنجائش تھی کہ آج کل کی مسجدوں میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے، بہت وسیع ہے مسجد نبوی۔ اس میں جگہ جگہ الگ الگ خیمے نصب ہوا کرتے تھے، الگ الگ حجرے بنائے جاتے تھے اور بالعموم ایک کی آواز دوسرے کی خلوت میں مخل نہیں ہوا کرتی تھی، یہ دستور تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا۔ اسے اب تمام معتکفین غور سے سن لیں آپؐ نے کیا فرمایا۔ نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قرأت بالجہر نہ کرو، حدیث کے الفاظ ہیں "لاَ یَجْھَرَ بَعْضُکُم عَلٰی بَعْضٍ بالقِرَاءَ ۃِ" یعنی اس کے دونوں معانی بن سکتے ہیں۔ اپنی قراءت سے کسی دوسرے قاری کی قراءت میں مخل نہ ہو۔ اور ایک ترجمہ جو عام چلا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو سنانے کے لئے۔ تو یہ جو عام طور پر اعتکاف کا دستور ہے اس میں ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کوئی ایک حجرے میں بیٹھا ہوا کسی دوسرے کو سنانے کے لئے قرآن پڑھتا ہے۔ یہ کوئی قرآن کلاس تو نہیں لگی ہوئی مگر دوسرا پہلو درست ہے کہ اگر اونچی آواز سے تلاوت کرے گا تو وہ دوسرے کی تلاوت میں مخل ہوگا اور یہ خدا سے راز و نیاز کی راتیں ہیں ان میں کسی کو یہ حق نہیں کہ چاہے قرآن کی تلاوت ہی کے ذریعے مگر کسی کے جو راز و نیاز کے لمحے ہیں ان میں وہ مخل ہو جائے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اپنے خیمے سے نکل کر یہ بات فرمائی تو دو باتیں قطعی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قراءت کی آواز دوسرے خیموں کو نہیں پہنچتی تھی اگر پہنچتی تو آپ یہ نصیحت فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ تو قرآن کی قراءت سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو محبت ہو سکتی ہے۔ آپ کی قراءت کی آواز تو خیمے کے دائرے میں ہی رہے اور کسی دوسرے خیمے میں دخل نہ دے لیکن دوسروں کی آوازیں دخل دیں یہ تب ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خیمے تک بھی وہ آواز پہنچتی ہو۔ پس آپ نے سنا اور ناپسند فرمایا اور باقیوں کے لئے بھی اس حوالے سے ایک حفاظت کا سامان فرما دیا کہ ہر ایک کا یہ حق ہے کہ اللہ کے راز و نیاز کے معاملہ میں وہ الگ اور مخفی رہے اور کوئی دوسرا اس کی عبادت میں مخل نہ ہو۔

اب یہ بات ہمارے معتکفین کو پیش نظر رکھنی چاہئے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادت کے

وقت، گریہ وزاری کے وقت یا تلاوت کے وقت یہ باتیں بھول جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہمیشہ شکایت پیدا ہوتی رہتی ہے۔

اب ایک حدیث ہے ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے اور حضرت فَضَالَہؓ بن عُبَید سے یہ روایت ہے۔ حضرت فَضَالَہؓ بن عُبَید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو اپنی نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا۔ اس نے نہ تو اللہ کی حمد و ثنا کی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا۔ پس وہ جو اپنی دعاؤں کو مقبول بنانا چاہتے ہیں اس نصیحت کو غور سے سن لیں کہ رمضان کی دعائیں مقبول تو ہونگی لیکن پہلے تسبیح و تحمید اور درود پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے یعنی فوراً اپنے مطلب کی بات پہ آگیا اور یہ بھول گیا کہ جس رستے سے وہ مطلب کی بات کہنی چاہئے تھی جس کے نتیجے میں وہ بامراد ہوتا وہ رستہ اختیار کرنا بھول گیا تو شارٹ کٹ (Short Cut) کرکے جس جگہ پہنچنا چاہتا تھا وہاں پہنچنے کی کوشش کی اور شارٹ کٹ والے بعض دفعہ پھسل کے نیچے ہی جاپڑتے ہیں اصل مقصد کو حاصل ہی نہیں کر سکتے تو ہر چیز کا ایک طریق مقرر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر اپنی دعاؤں کو مقبول بنانا چاہتے ہو تو یہ طریق اختیار کرو۔ کیا طریق؟۔ آپؐ نے اسے بلایا اور اسے یا اس کے علاوہ کسی اور سے فرمایا۔ یہ راوی کہتا ہے کہ مجھے اب یاد نہیں اسے بلایا، مخاطب ہی اسی کو کیا تھا یا کسی اور کو کیا اور وہ سن رہا تھا۔ 'جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو اپنے رب کی حمد و ثنا سے شروع کرے۔ کبھی بھی اس کے بغیر دعا نہ مانگے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔ پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے'۔ یہاں نبی کریم کا لفظ تو میں نے داخل کیا ہے اپنی طرف سے عزت کی خاطر۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ثُمَّ یُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ فرمایا اور ساتھ ﷺ بھی فرمایا۔ یہاں اپنی ذات کو جدا کر کے ہمیں سکھانے کی خاطر ﷺ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں کیونکہ اصل روایت میں بعینہ اسی طرح درج ہیں۔ یہ کہنے کے بعد ثُمَّ یَدْعُوْ بَعْدُ مَا شَآءَ 'یہ جب کرے گا پھر جو دعا چاہے کرے'۔ "جو دعا کیجئے قبول ہے آج" والی بات ہو گی پھر، اس وقت جو دعائیں ہیں وہ پھر مقبول دعائیں ہونگی۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعا)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قبولیت دعا کے تعلق میں ایک خاص موقع کا ذکر فرمایا کہ ایسے موقع پر دعا زیادہ قبول ہوتی ہے وہ کون سا موقع ہے؟۔ سجدے کی حالت۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب سجدے میں ہو اس لئے بہت دعا کیا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مایقول فی الرکوع والسجود)

اب اس حدیث کا بعض دوسری احادیث سے بظاہر ایک تضاد دکھائی دے رہا ہے اور وہ احادیث وہ ہیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری امہات المومنین اور صحابہ کی روایات میں درج ہے کہ بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تقریباً ساری رات خدا کے حضور کھڑے گزار دیتے تھے یہاں تک کہ پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ اب سجدہ کی حالت اور کھڑے ہونے کی حالت کا یہ فرق کیا ہے؟۔ یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے ہی کی حالت میں ہوتے تھے۔ اصل سجدہ روح کا سجدہ ہے۔ ظاہری سجدہ بھی ایک قرب کا نشان بن جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سجدوں کے لمبے ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ لیکن اکثر روایتوں میں رات کے لمبے قیام کا ذکر ضرور ملتا ہے۔

پس یہ خیال کر لینا کہ سجدہ ایک الگ حالت تھی اور قیام ایک الگ حالت تھی اس لئے درست نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روح کبھی بھی سجدے سے الگ نہیں ہوئی۔ پس آپ کی روح سجدہ ریز رہتی تھی خواہ جسم کھڑا ہی ہو اور آپ فرما رہے ہیں کہ سجدے کی حالت میں اللہ قریب تر ہوتا ہے۔ پس اللہ آپؐ کے قریب تر تھا۔ آپؐ بھی خواہ کھڑے ہو کر نمازیں پڑھیں خواہ بیٹھ کر خواہ سجدہ جو ظاہری سجدہ ہے سجدہ کرتے ہوئے یہ بات یاد رکھیں کہ **جب تک آپ کی روح سجدے نہیں کرے گی آپ کی دعائیں مقبول نہیں ہونگی۔** جب تک روح سجدے نہیں کرے گی اللہ کے قرب کے نظارے نہیں دیکھ سکتے۔

ایک اور طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قبولیت دعا کا بیان فرمایا وہ آج کل کے دنوں سے پہلے آج کل کے دنوں کی تیاری سے تعلق رکھتا ہے۔ آج کل ہم چاہتے ہیں ہماری دعائیں قبول ہوں اور اسی طرح مصیبت کے وقت ہم چاہتے ہیں ہماری دعائیں قبول ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب فراخی کے دن ہوں، جب تمہیں ضرورت نہ ہو پھر اللہ کے پاس جاؤ اور مناجات کرو تو یہ ہو نہیں سکتا کہ تمہیں ضرورت ہو اور اللہ تمہیں بھول جائے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے یہ دن خاص قبولیت کے دن اور قرب کے دن اس لئے تھے کہ عام دن بھی تو ایسے ہی تھے کبھی بھی آپ کے اوپر کوئی ایسی فراغت کا دن نہیں آیا جب کہ اللہ کی یاد سے مستغنی ہوئے ہوں۔ اور ضرورت پڑنے سے پہلے ہی ضرورتوں کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اور یہ سنت ایسی عظیم الشان ہے کہ امت محمدیہ کے لئے قیامت تک کے لئے جتنی ضروریات پڑنی تھیں ان کے تصور سے ہی رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق دعائیں مانگ لیں۔

تو وہ خدا آپ کی دعاؤں کو کیسے رد کرے گا جبکہ ابھی ضرورت پڑی ہی نہیں اور ان کے لئے دعائیں شروع کر رکھی ہیں تو جب بھی ضرورت پڑے گی اللہ کو یہ شخص قریب پائے گا۔ یعنی قریب تو رسول اللہ ﷺ کے ہوتا ہے مگر ہم اسے قریب دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یعنی عجیب مضمون ہے کہ چودہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا اس طرح قبول ہو رہی ہے کہ ہم خدا کو قریب دیکھ رہے ہیں مگر قریب محمدؐ رسول اللہ کے ہوتا ہے، ﷺ۔ اور اسی قرب کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔

پس فراخی اور آرام کے وقت آپ بھی یہی طریق سیکھیں۔ وہ دعائیں کیا کریں جو دو پہلو رکھیں۔ ایک یہ کہ فراخی اور آرام ہو اور آپ کو حاجت نہ ہو اللہ سے، پھر بھی اللہ کی حاجت ہو۔ یہ مضمون جو ہے نا اللہ کی حاجت کا یہ اس آیت کریمہ میں مندرج ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں 'جب مجھے پکاریں' حاجت روائی کا ذکر وہاں نہیں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے کسی حاجت روائی کی خاطر پکاریں۔ یہ فرمایا مجھے تلاش کرتے پھریں، مجھے پکار رہے ہوں، میں مقصود ہوں اگر یہ ہو تو یہ عام دنوں میں جبکہ خدا کی ضرورت نہیں ہے اس وقت بھی تو خدا کی تلاش ہونی چاہئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ مضامین ہیں جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ آسانی اور فراخی کے دنوں میں، کشادگی کے دنوں میں جب تمہیں ضرورت کی خاطر خدا نہ یاد آئے، خدا کی خاطر یاد آئے اس وقت پکارو تو تمہاری ہر مشکل میں وہ تمہارے ساتھ رہے گا۔

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث ہے بخاری کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو اس کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی مثال کی طرح ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکراللہ تعالیٰ)۔ پس چاہئے کہ تم زندہ ہو اور ذکر الٰہی سے تمہاری زندگی وابستہ ہو۔ ویسے دنیا میں چلتے پھرتے ہو، کھاتے پیتے ہو، کھاؤ پیو گے جو عیش عارضی مقدر ہے وہ ملے گا یا جو دکھ تمہارے قسمت میں ہیں وہ ملیں گے اور مر جاؤ گے مگر وہ شخص جو اللہ سے زندگی پاتا ہے جو اللہ کے ذکر سے زندہ ہے وہ مرتا نہیں ہے۔ یہ مضمون ہے جو دراصل اس میں بیان ہوا ہے ورنہ تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا وہ بھی مر گیا اور جس نے نہیں کیا وہ بھی مر گیا۔ جس نے اللہ کا ذکر کیا وہ کبھی نہیں مرتا کیونکہ اللہ کبھی نہیں مرتا اور اللہ کے ذکر سے وہ شخص ہمیشہ کی زندگی پا جاتا ہے جو اس دنیا کی زندگی سے بھی تعلق رکھتی ہے اور آخرت میں بھی سچی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

صحیح مسلم میں اسی مضمون کی روایت یوں ہے۔ آپؐ نے فرمایا **اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور جس گھر میں اس کا ذکر نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی مثال کی طرح ہے۔** (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ و جوازھا فی المسجد) اس سے ہمیں اس طرح توجہ پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر ایک گھر میں رہتے ہوئے کچھ مردے بھی ہوں جو ذکر الٰہی نہیں کرتے تو وہ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں ان کا فیض ان کو پہنچ سکتا ہے۔ پھر اللہ اس گھر کو زندہ کر دے گا تو اس میں دوسرے بھی ہونگے وہ بھی کچھ فیض اس کا پا سکتے ہیں۔ تو **خاص طور پر ایسے لوگ جن کی اولاد میں، جن کے بچوں میں، جن کے عزیزوں میں اللہ کے ذکر سے غافل لوگ ہیں وہ اس خیال سے اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے گھر کی زندگی کے لئے بکثرت دعائیں کریں تا کہ اللہ کے ذکر سے سارا گھر زندہ ہو جائے** صرف ان کی اپنی زندگی پر ہی اکتفاء نہ ہو۔

ایک حدیث ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور یہ وہ حدیث ہے جس کے تعلق میں میں پہلے ہی ساری جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کر چکا ہوں۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعا ہونی چاہئے اور اس دعا کی جو خاص اہمیت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس فعل سے ثابت ہوتی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمرہ کے لئے میں نے آنحضرت ﷺ سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا۔ میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ کتنا عظیم الشان وجود ہے وہ جو سب دنیا کے لئے دعائیں کرتا رہا، پہلوں کے لئے اور آخرین کے لئے بھی اور قیامت تک اس کی دعائیں ہمارا سرمایہ ہیں عجز کا مقام دیکھیں، انکساری کا

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

مقام دیکھیں۔ حضرت عمرؓ سے فرماتے ہیں، میرے بھائی !اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ اس عظیم الشان کلام کی معرفت کو سمجھتے تھے اور جب آپ کو مخاطب کر کے آپ نے یہ کہا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور کی بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا مل جائے تو میں اتنا خوش نہ ہوں۔(ترمذی کتاب الدعوات) ۔دعا کے لئے کہنے سے کیوں خوشی ہوئی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنے لئے دعا کا یہ جو پروانہ دیا ہے اس سے آپ کو قبولیت دعا کی خوشخبری بھی تو مل گئی۔ اگر آنحضرت ﷺ کو عمرؓ کی دعاؤں کی مقبولیت کا خیال نہ ہوتا اور جس خلوص نیت سے آپؓ جا رہے تھے عمرے کے لئے تو کبھی آپ عمرؓ کو اپنے لئے دعا کے لئے اس وقت نہ کہتے۔ حضرت عمرؓ کا عرفان بھی دیکھیں کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کو خدا کا عرفان تھا خدا کے اس بندے کا کچھ عرفان عمرؓ کو بھی تھا اور یہی وجہ ہے کہ خوش ہوئے۔ ورنہ ہر شخص کہے کہ جی مجھے دعا کے لئے کہا ہے میں بہت خوش ہو گیا ہوں اس میں اس کی بڑائی نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ خوش ہو رہا ہے یعنی حضرت عمرؓ کے اندر کوئی بڑائی کا خیال نہیں تھا جس کی وجہ سے خوش ہو رہے ہیں کہ دیکھو جی رسول اللہ مجھے دعا کے لئے کہتے ہیں میں کتنا بڑا ہوں۔ خوش اس لئے ہو رہے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ جانتے تھے کہ محمدؐ رسول اللہ کا دعا کے لئے کہنا ایک خوشخبری ہے کہ میری دعائیں قبول ہو جائیں گی اس کے مقابل پر ساری دنیا مل جاتی تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

اب لیلۃ القدر بھی شاید انہی راتوں میں آئے گی اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو نصیب ہو گی، کس کو نہیں ہو گی مگر جس کو بھی نصیب ہو یا کم سے کم یہ خیال ہو کہ یہ لیلۃ القدر مجھے نصیب ہو جائے گی اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس دعا کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے جو لیلۃ القدر کی دعاؤں کی جان ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں کیا دعا مانگوں۔ پتہ لگ جائے، احساس پیدا ہو جائے اور یہ ایک ایسا احساس ہے جو بعض دفعہ دل پر اتنی قوت سے قبضہ کر لیتا ہے کہ صرف وہی جانتا ہے جس کے دل پر گزر رہی ہو کہ مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو گئی۔ فرمایا اس وقت یہ دعا کرنا۔ الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔(جامع ترمذی کتاب الدعوات)۔اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی،اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔

اے میرے خدا تُو بہت بخشنے والا ہے، بہت ہی دَر گزر فرمانے والا ہے۔ تُحِبُّ الْعَفْوَ اور در گذر ہی کو پسند فرماتا ہے فَاعْفُ عَنِّی پس مجھ سے در گزر فرما۔ یہاں جو ترجمہ کرنے والوں نے ترجمہ کیا ہے اسمیں 'بخش دے' کے لفظ لکھے گئے ہیں حالانکہ عَفُوٌّ کا مطلب یہاں بخشنا نہیں ہے، بخشش سے پہلے کا مقام ہے اور اگر یہ نصیب ہو جائے تو پھر انسان بخشا ہی گیا۔ عَفُوٌّ کا مطلب ہے تُو ہماری، تمام مخلوقات کی کمزوریوں سے صرفِ نظر کرنے والا ہے اور اپنے بندوں کی کمزوریوں سے بھی صرفِ نظر فرماتا ہے اور جب انسان صرفِ نظر کرے کمزوری سے تو گویا وہ کمزوری ہے ہی نہیں۔ تو بخشش سے پہلے کا مقام ہے عفو کا۔ اگر عفو نصیب ہو جائے تو بخشش گویا ویسے ہی نصیب ہو گئی، عفو کی برکت سے ہی نصیب ہو گئی۔

تو یہاں رسول اللہ ﷺ نے فَاغْفِرْلِی کی دعا نہیں سکھائی۔ کوئی نادان یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بخشش کی دعا کا ہی نہیں کہا اور ترجمہ کرنے والوں نے اپنی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی دعا کو کامل بنانے کے لئے ساتھ بخشش کا بھی لفظ لکھ دیا ہے حالانکہ بغیر بخشش کے اظہار کے عَفُوٌّ اپنی ذات میں کامل ہے اور اوّلیت رکھتا ہے۔ اگر اللہ ساری عمر اپنے بندے سے عفو کا سلوک کرے اور اس کے گناہوں سے صرفِ نظر کرتا رہے تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ دو نتیجے نکل سکتے ہیں ایک اچھا اور ایک برا۔ اچھا نتیجہ تو یہ ہے کہ عفو کے نتیجے میں انسان کے دل میں اس کی عظمت اور محبت بڑھتی چلی جائے اور دن بدن کوشش کرے کہ کوئی موقع نہ آئے کہ وہ میرے گناہوں کی وجہ سے مجھ سے نظر پھیر رہا ہو۔ یہ وہ نتیجہ ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ متوجہ فرما رہے ہیں اور لیلۃ القدر کی دعا میں اس سے بڑھ کر دعا اور کیا ہو سکتی ہے۔

دوسرا نتیجہ ہوتا ہے گناہ پر دلیری۔ آپ گھر میں جانتے ہیں بچوں کو ان کی غلطیوں پر کبھی بھی نہ پکڑیں، ہمیشہ ہی صرفِ نظر سے کام لیں تو گناہوں پر بہت دلیر ہو جائیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لیلۃ القدر کی رات کو گناہوں کی دلیری کی دعا تو نہیں بتا رہے تھے اس لئے وہ مفہوم اس میں شامل ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ اس پہلو سے عفو، غفران سے بڑھ کر ہے یعنی جب بھی خدا عفو کا سلوک کرے اچانک آپ کی توجہ اس طرف ہو اور بعض دفعہ انسان محسوس کر لیتا ہے اور غلطی کرتے وقت انسان کہتا ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں اچانک خیال آئے کہ او ہو ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور دعا دل سے نکلے کہ وہ صرفِ نظر فرما لے اس کے بعد جب بھی غلطی ہونے لگے گی یہ خیال دل میں ضرور گزرے گا۔

اور پھر یہ خیال بھی تو گزرنا چاہئے کہ اللہ کی نظر کے فیض سے میں کسی لحہ میں کیوں الگ رہوں محض اس لئے کہ میں کمزور ہوں اور گناہوں میں بار بار مبتلا ہوتا ہوں یہ اس کا ایک طبعی نتیجہ ہے، ایک منطقی انجام ہے اس دعا کا جس کے نتیجے میں انسان یہ چاہتا ہے کہ اللہ کبھی بھی صرفِ نظر نہ فرمائے یعنی گناہوں کی وجہ سے صرفِ نظر نہ فرمائے، گناہوں کی توفیق ہی نہ ملے ہمیں اور پھر ہم خدا کی نظر اس طرح اپنے اوپر پڑتی دیکھیں کہ وہ پوری نظر سے ہمیں دیکھ رہا ہے یہ عفو کے خلاف نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو یہ دعا کرتے ہیں کہ ہر حال میں اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی پاک ہے وہ جو ہمیشہ مجھے دیکھتا ہے۔ تو اس سے یہی مراد ہے کہ میں نے تو اللہ کی خاطر اپنے دل کو ایسا مانجھا ہے، ایسا صاف کیا ہے اور اللہ بھی مجھ سے ایسا سلوک فرماتا ہے کہ اگر کوئی کمی رہ بھی گئی ہے تو اس سے صرفِ نظر فرما لیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اب یہ تمنا رکھتا ہوں کہ ہر حال میں، ہر پہلو سے میرے اندرونے کے ہر حصے پر خدا نظر ڈالتا رہے اور ہمیشہ میری حفاظت فرماتا رہے۔

پس یہ وہ دعا ہے جس کو مانگتے وقت اپنی راتوں میں اس مضمون کو ضرور پیش نظر رکھیں ورنہ اگر یہ دعا مانگی گئی کہ اے خدا ہم گناہ کرتے رہیں اور تُو صرفِ نظر کرتا رہے تو یہ گناہ پر دلیری دلائے گی، گناہ سے نفرت نہیں دلائے گی۔ پس اب اس مضمون کو پیش نظر رکھ کر میں پھر اس دعا کو دوہراتا ہوں، اگر عربی لفظ یاد نہیں تو اردو مضمون کو یاد رکھ کر اس کو پیش نظر رکھیں۔ اے میرے اللہ تو عفو کرنے والا ہے۔ اِنَّکَ عَفُوٌّ۔ عفو کا اصل مطلب ہے مجسم عفو ہے یعنی کامل عفو ہے اس سے بڑھ کر عفو کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ تُحِبُّ الْعَفْوَ تو عفو سے محبت کرتا ہے فَاعْفُ عَنِّی پس مجھ سے بھی تو عفو فرما۔ یہ دعا ان معنوں میں اس تمہید کے ساتھ جو میں نے بیان کی ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر آپ دعا مانگیں تو ان دعاؤں میں ہم سب کو شامل رکھیں، ساری جماعت کو شامل رکھیں اور ساری دنیا کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس رمضان کے فیض سے جماعت احمدیہ سب دنیا کو فیضیاب کرنے والی ہو۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اقتباس تو اور بھی بہت سے تھے لیکن یہ انشاء اللہ آئندہ یہی مضمون جاری رہے گا کیونکہ ایک جمعہ رمضان کا آنے والا ہے جسے لوگ جمعۃ الوداع کہا کرتے ہیں اور جس کے تعلق میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اسے جمعۃ الاستقبال کہنا چاہئے۔ وداع نہیں، استقبال۔ بڑھ چڑھ کر اس کا استقبال کریں کیونکہ ایسا جمعہ پھر آپ کو نصیب نہیں ہوگا اور یہ استقبال اس طرح کریں کہ آپ کے پاس ہی ٹھہر جائے یعنی اس کی برکتیں آپ کے لئے ہو جائیں۔ بعض دفعہ آپ بڑے لوگوں کا استقبال کرتے ہیں آئے اور چلے گئے وہ استقبال بھی ہے اور وداع بھی ہے۔ لیکن اگر کسی ایسے محبوب کا استقبال کریں کہ اس کو اپنے گھر ہی میں بٹھا لیں، اپنے دل سے پھر جدا نہ ہونے دیں تو یہ استقبال ایک اور شان کا استقبال ہے۔ پس اگلے جمعہ میں، میں ان معنوں میں اسے استقبال کا جمعہ کہتا ہوں کہ ایسا استقبال کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت اور آپ کی چاہتوں کے پیش نظر آپ ہی کے پاس ٹھہر جائے اور رمضان کی یہ ساری برکتیں سارا سال آپ کی ہو جائیں۔

اس تمہید کے ساتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات شروع کرتا ہوں۔ ایک اقتباس کا تھوڑا سا حصہ بیان کر سکوں گا باقی انشاء اللہ اگلے جمعہ کے خطاب کے وقت۔

"جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں"۔ یہ اسی آیت کی تفسیر ہے جو کچھ تفسیر میں پیش کر چکا ہوں۔ "جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اَقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں"۔ یہ وہ دوسرا مفہوم ہے جو میں نے عرض کیا تھا اس کے علاوہ ہے یعنی اگر تم خدا تعالیٰ کی ہستی کی دلیل چاہتے ہو تو خود ایسے بن جاؤ کہ اللہ تمہاری سننے لگے۔ جب وہ سننے لگے گا پھر تم دلیل بنو گے خدا کی ہستی کی اگر وہ نہیں سنے گا یعنی تم اس سے دور رہو گے تو تم خدا کی ہستی کے لئے کسی دلیل کے طور پر پیش نہیں کئے جا سکتے۔

"جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں"۔ اب ظاہر بات ہے کہ جو خدا کے قریب ہو گا اس عشرے میں، اللہ اس کو اپنا مقرب بنائے گا اس کو کئی قسم کی بشارتیں رویاءِ صالحہ کے ذریعے دے گا، کشوف کے ذریعہ دے گا، الہامات کے ذریعہ دے گا۔ فرماتے ہیں "جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ قادر ہونا بھی بپایۂ یقین پہنچتا ہے"۔ یعنی صرف اس طریق پر تمہیں یہ سمجھ آئے گی کہ خدا موجود ہے بلکہ جب وہ تمہاری دعائیں سنے گا تو قادر بھی تو ہو گا۔ آواز کا جواب دیتا ہے اور اس کو قبول جب کر لیتا ہے جو تم اس سے مانگتے ہو وہ دے دیتا ہے تو بغیر قدرت کے وہ کیسے دے سکتا ہے۔ پس ایسی دعائیں مانگو کہ خدا سنے بھی اور اس کی قدرت کا نشان بھی اس سے ظاہر ہو۔

"لیکن چاہئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں اور نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو ان کو معرفتِ تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اسی کو عرفان دیا جاتا ہے"۔ پس چونکہ اس اقتباس کے علاوہ دوسرے اقتباسات کا اس وقت وقت نہیں ہے اس لئے انشاء اللہ اگلے خطبہ میں کسی نئے مضمون کو شروع کرنے کی بجائے یہی مضمون جاری رہے گا اور یہاں سے آگے اقتباسات چلیں گے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَب

۳۰/اکتوبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ:صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

حضور انور مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں سب کو السلام علیکم کہتاہوں۔ میں گزشتہ ایک ماہ اور دس دن امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر تھااس لئے کافی دنوں کے بعد ہم یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ اب پھر سے ہم اس پروگرام کو جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

شیطان کی حقیقت اور اس کے رمضان میں زنجیروں میں جکڑے جانے سے مراد؟

سوال: حاضرین مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ شیطان کی اصل حقیقت کیاہے؟ وہ انسان کے خون اور رگوں میں کیسے دوڑتا ہے؟

اور یہ جو فرمایا کہ رمضان میں شیطان زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ اس موضوع پر میں بہت سے خطبات اور سوال وجواب کی مجالس میں گفتگو کر چکاہوں۔ اور خصوصاً رمضان کے دوران ہونے والے درسوں میں میں سوال کے اس حصہ پر کہ "رمضان میں شیطان کو کیسے زنجیروں میں جکڑ دیاجاتا ہے"۔ تفصیل سے روشنی ڈال چکاہوں۔

سب سے پہلے میں اس سوال کے پہلے حصہ پر کچھ کہوں گا۔ کہ **شیطان انسان کے خون اور رگوں میں کیسے دوڑتا ہے؟**

ہم سب جانتے ہیں، صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی، کہ ہمارے اندر سے دو آوازیں اٹھتی ہیں۔ایک برائی پر اکساتی ہے اور دوسری برائی کے خلاف۔ اور یہ دو آوازیں ہر انسان کے اندر سے اٹھتی ہیں، اسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایاکہ ہر انسان میں ایک شیطان ہے جو اس کے خون اور رگوں میں گردش کرتاہے تواس سے آپ کی مراد یہی تھی کہ ہمارے اندر دو آوازیں ہیں۔ ایک ان میں سے برائی کے لئے جرأت دلاتی ہے اور دوسری برائی سے روکنے کے لئے اٹھتی ہے۔ تو ایک تو شیطان کا یہ مطلب ہے جو آپ نے ہمارے لئے بیان فرمایاہے۔

دوسری آواز جوانسان کے اندر سے برائی کے خلاف اٹھتی ہے۔اسے قرآنی اصطلاح میں نفس لوامہ کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی تمام احادیث اور توجیہات کو قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جہاں تک سوال کے آخری حصہ، دوران رمضان شیطان کے زنجیروں میں جکڑے جانے کا تعلق ہے۔ یہ کوئی عام بیان نہیں ہے۔ شیطان تو انسان کی رگ رگ میں پایاجاتاہے اور ہر انسان میں ہے۔ یہ ایک عام بیان ہے۔ لیکن شیطان کے زنجیروں میں جکڑے جانے کاجوذکر آنحضرت ﷺ نے فرمایاہے یہ خاص طور پر ان مسلمانوں کے لئے فرمایا گیاہے جو اس رمضان کوپاتے ہیں کیونکہ رمضان صرف ان مسلمانوں کے لئے ہے جو اس بابرکت مہینہ سے حسب ہدایت قرآن کریم و آنحضرت ﷺ فائدہ اٹھاتے ہیں اور برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور ان مسلمانوں پر جواس کی پرواہ نہیں کرتے ان پر تو گویا رمضان آتاہی نہیں۔ اس لحاظ سے یہ حدیث رمضان کے دوران مسلمانوں کی حالت کو سامنے رکھ کر سمجھنی ہوگی۔ بہت سے مسلمان ہیں جو برائی کے کاموں میں ملوث ہوتے ہیں اور رمضان کا مہینہ بھی ان کی ان عادات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ اور اس بابرکت مہینہ میں بھی ان کی زندگیاں اسی پرانے ڈگر پر ہی رہتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے شیطان زنجیروں میں نہیں جکڑے جاتے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ گویا آنحضرت ﷺ کا فرمان غلط ہے۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ اسلامی احکام پر صحیح عمل پیرا ہونے والے نہیں ہیں۔ ورنہ ان کے شیطان ضرور زنجیروں میں جکڑے جاتے۔ جن مسلمانوں کے شیطان اس مہینہ میں زنجیروں میں نہیں جکڑے جاتے وہ مسلمان اس دائرہ سے باہر نکل جاتے ہیں جن پر یہ حدیث اطلاق پاتی ہے۔ قرآن کریم کی آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ میں مَنْ شَهِدَ سے مراد صرف وہ مسلمان ہیں جو اس مبارک مہینے کی اصل حقیقت کو سمجھتے ہیں اور یہ مہینہ ان سے جو تقاضے کرتاہے وہ ان پر پورے اترتے ہیں۔

رمضان کا مہینہ ایساہے کہ تمام وہ مسلمان جو حقیقی مسلمان ہیں اس مبارک مہینہ کی راتیں خداتعالیٰ کی یاد میں تسبیح و تحمیدات اور تہجد اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے بسر کرتے ہیں۔ دن کے وقت وہ رمضان کے اصولوں اور تقاضوں میں بندھے ہوتے ہیں اور ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں جن کی عام حالات میں اجازت ہوتی ہے۔ گویا اصل میں ان کے اندر کا شیطان ہے جو زنجیروں میں جکڑا ہوتاہے۔ اسے اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ یہ کرے اور وہ کرے۔ اسے اپنی گفتگو میں، اپنے ارادوں میں اور منصوبوں میں اور ناراضگی کے وقت اور خوشی کے مواقع پر بہت احتیاط سے کام لینے کا حکم ہوتاہے۔ اس وقت وہ ہر حالت میں قرآنی احکام کاپابند ہوتاہے۔ اور یہی تو شیطان کی پابندیٔ سلاسل ہے۔ اور یہی تواس کاشیطان ہے جو زنجیروں میں جکڑا جاتاہے۔ رمضان میں وہ اپنی آواز بلند نہیں کر سکتا کیونکہ ایسی صورت میں اس کے مقابل کی آواز اس کی آواز سے بھی اونچی ہوگی جو کہے گی کہ تم رمضان میں ہو۔ تم آواز کواونچا نہیں کر سکتے۔ یہ رمضان ہے جو مسلمان کوپابند کرتاہے کہ وہ ایسے کام کرے۔ اور پھر جب وہ روزہ افطار کرتاہے تو اپنے آپ کو بڑا آزاد محسوس کرتاہے۔ اس کے اندر کا شیطان ہی تو ہے جو پابند کیاجاتاہے۔ اور اگر اس کے اندر کوئی شیطان نہیں تو پھر پابندی نہیں۔ گویا اس کاشیطان مر چکاہے۔ لیکن ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے خواہ چھوٹا ہویابڑا۔

مراتب انبیاء کی بابت سوال

سوال: خدا تعالیٰ کے تمام رسول اور نبی برابر ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ تمام انبیاء سے بڑے کیسے ہوئے؟ اور کیسے خاتم النبیّین ٹھہرے جبکہ باقی تمام انبیاء مرتبہ کے لحاظ سے برابر ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم اس بارہ میں دو بیان دے رہاہے۔ ایک جگہ وہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے انہی کی زبان سے یہ بیان دے رہاہے کہ:

"لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"۔(البقرہ:۲۸۶)

ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے جبکہ دوسری جگہ خداتعالیٰ خود فرمارہاہے۔ "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ". (البقرہ:۲۵۴)

یہ وہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔

یہ بات تو یقینی اور قطعی ہے کہ یہ دونوں بیان درست ہیں۔ نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یہ بھی درست ہے اور سب برابر ہیں یہ بھی حق ہے۔

تمام انبیاء برابر اس لحاظ سے ہیں کہ جب وہ خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام لاتے ہیں تو ہر ایک کے لئے ضروری ہے اور پابند ہے کہ اس کی پیروی اور اطاعت کرے۔ کوئی نہیں کہہ سکتاکہ یہ پیغام چھوٹے نبی یارسول کی طرف سے ہے اور یہ الہام بڑے نبی یارسول کاہے۔ جب کوئی نبی خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی بات کہتاہے تو پھر امرُاللہ برابر ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ سب خدا کے نمائندہ ہیں اس طور سے ان میں کوئی فرق نہیں۔ جیسے کہ حضرت آدمؑ تھے۔ جب وہ خداتعالیٰ کے امر سے بات کرتے ہیں تو ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ ان کی بات کو سنے اور ان کے لائے ہوئے پیغام کی اطاعت کرے۔ اور اسی طرح ہر دوسرے نبی کے لئے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور جہاں کہیں بھی مبعوث ہوا ہو، یہی اصول اطلاق پاتاہے۔ لیکن جہاں تک خداتعالیٰ کی نظر میں کسی نبی کے مقام کا تعلق ہے یہ بالکل مختلف امرہے۔ جس نبی کے متعلق خداتعالیٰ یہ چاہتاہے کہ وہ اس سے تعلق، اخلاص، اس کی تابعداری اور قرب و محبت میں زیادہ ہو اور قدرتی طور پر خدائی احکام و تعلیمات کو زیادہ اچھے طریق پر مخلوق خداکو پہنچانے والا ہو۔ اس لحاظ سے اس نبی کامقام خداتعالیٰ کی نظر میں بہت اونچاہوتاہے۔ اور اسی بناپر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سیدالانبیاء فرمایا کیونکہ آپؐ نے سب سے زیادہ خداتعالیٰ سے محبت کی اور باقی تمام انبیاء کی نسبت آپؐ نے اپنے وجود کو بہترین رنگ میں خداتعالیٰ کے حضور پیش کیا۔ تو قدرتی بات ہے کہ خداتعالیٰ نے آپ کی تعلیم و سپرداری کو سامنے رکھ کر آپؐ سے سلوک فرمایا اور باقی تمام انبیاء کے مقابل پر سب سے زیادہ آپؐ سے محبت کی اور مرتبہ میں تمام رسولوں کاسردار بنایا۔ اور یہی وہ عظیم مرتبہ ہے جسے "خاتم النبیّین" کہتے ہیں۔

عذاب قبر سے کیامراد ہے؟

سوال: عذاب قبر سے کیا مراد ہے؟

حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلے تو لفظ قبر کو سمجھنا ضروری ہے۔ تب ہم "عذابِ قبر" کے صحیح مفہوم کا ادراک پاسکتے ہیں۔ یہاں پر قبر کا لفظ ایک خاص وقت اور عرصہ کے لئے بولا جارہاہے نہ کہ اس زمینی، مادی قبر کے بارہ میں۔ اس وقت کے بارہ میں استعمال کیاجارہاہے جو کسی کی موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے یعنی قیامت تک کا درمیانی عرصہ ہے۔ اور یہ درمیانی عرصہ بہت لمبا عرصہ ہے۔ اس درمیانی وقت میں وہ روح جو کسی جسم سے الگ ہوتی ہے یاتواس دنیامیں کئے گئے بداعمال کے نتیجہ میں دُکھ، تکلیف اور عذاب میں یاپھر نیک اعمال کی جزاء کے طور پر راحت و آرام اور خوشیوں کی ارتقائی منزلیں طے کرتی ہے اور بداعمالیوں میں مبتلا لوگوں کی روح کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض بچے جو Abnormal یا معذور پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اصل میں اپنی ماں کے یوٹرس (Utrus) میں ہی بیماری کاشکار ہوجاتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہوتے ہیں تو

اس وقت انہیں اس تکلیف اور معذوری کا احساس نہیں ہوتا۔ لیکن جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں انہیں اس اپاہج پن اور معذوری کا احساس زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اپنے کمزور ہونے اور نارمل طریق پر کام کرنے سے محرومی کا احساس عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور جتنا زیادہ وہ اس جسمانی معذوری سے متعلق سوچتے ہیں اتنا ہی زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اور جو نیک لوگ ہوتے ہیں ان کی روحوں کی مثال صحیح وسالم، تندرست اور صحت مند بچہ کی طرح ہوتی ہے۔ روح کا یہ سفر جس میں اس کی Development ہوتی ہے اور یہ عرصہ جو مرنے کے وقت سے لے کر صور پھونکے جانے کے وقت یعنی قیامت کبریٰ تک ممتد ہے، یہ وہ عرصہ ہے جسے قبر کہتے ہیں۔ بے شک اصل سزا تو جزا سزا کے روز یعنی قیامت کے دن ہی ملنی ہے۔ لیکن گناہوں کی وجہ سے چونکہ روح کی ترقی متاثر ہوئی تھی اور روحانی لحاظ سے وہ بیمار تھے اس لئے وہ مسلسل تکلیف میں مبتلا رہیں گے۔ یہ وہ عذاب قبر ہے جس سے بچنے کے لئے ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے کہ اس عذاب قبر سے ہم خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اس عذاب سے بچالے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں ہماری روحوں کا ارتقاء صحتمندانہ طریق پر ہو تاکہ جب وہ جسموں سے الگ ہوں تو صحتمند ہونے کی حالت میں الگ ہوں۔ اور اس قبر میں بجائے عذاب کا مزا چکھنے کے انہیں جنت کی خوشبو آئے۔ قبر کے دونوں معنی آنحضرت ﷺ کی احادیث سے ثابت ہیں۔

آپؐ نے صرف عذاب قبر ہی کی بات نہیں کی بلکہ مرنے کے بعد جنت کے نظارے اور اس کی خوشبو پانے کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ قبر میں دو کھڑکیاں کھولی جاتی ہیں ان میں سے ایک کھڑکی برے لوگوں کے لئے دوزخ کی جانب کھولی جاتی ہے اور نیک لوگوں کی قبر میں کھلنے والی کھڑکی کا رخ جنت کی طرف ہوتا ہے، جہاں سے وہ جنت کی خوشبو اور اس کے نظارے کرتے ہیں۔ اس لئے صرف عذاب قبر ہی نہیں ہے بلکہ قبروں میں صحت مند روحوں کا خوشیوں اور مسرتوں کے ساتھ ارتقاء بھی ہے اور یہی وہ عرصہ ہے جسے عالم برزخ بھی کہتے ہیں۔

اسی ضمن میں حاضرین مجلس میں سے کسی نے ذکر کیا کہ اس وقت بہت سی کتب مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد جب قبر میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس کو سانپ اور بچھو کاٹتے ہیں اور اس کی قبر میں ایک کھڑکی کھلتی ہے جہاں سے دوزخ کی آگ اس کو جلاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بے شمار مواقع پر لوگوں نے یا جانوروں نے یا پھر زلزلوں کی وجہ سے قبریں کھلی ہیں لیکن کبھی بھی کسی نے اس قسم کی تصوراتی چیزوں کا مشاہدہ نہیں کیا جو کہانیوں کی شکل میں کتابوں میں موجود ہیں۔ ایسی بے حقیقت باتیں جنوں اور بھوت پریت کے پجاری مُلّاں ہی بیان کرتے ہیں۔ کسی نے آج تک ان قبروں میں کوئی ظاہری کھڑکی کھلی ہوئی نہیں دیکھی۔ نہ تو دوزخ کی طرف اور نہ ہی جنت کی طرف۔ لیکن آنحضرت ﷺ غلط کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یہ بے وقوف مُلّاں ہی ہیں جو آپؐ کی باتوں کے غلط معانی کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ آپؐ کی ایسی باتوں کو لفظی رنگ میں نہیں بلکہ استعارۃً سمجھنا ہوگا۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کے پیچھے مضبوط دلیل ہے۔ اور کسی بھی عقلمند کی ذہنی تسلی و تشفی کے لئے کافی ہے اور بالکل ویسا ہی ظہور میں آتا ہے۔ لیکن جو کچھ مُلّاں بیان کرتا ہے وہ سب فرضی باتیں اور قصے کہانیاں ہیں۔

اولی الامر سے مراد

سوال: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النّساء:۶۰)

اس میں اولی الامر سے کون مراد ہے؟

حضور انور نے فرمایا: "اولی الامر" استعمال کے لحاظ سے اپنے اندر وسیع معانی رکھتا ہے۔ اور جہاں بھی یہ استعمال ہوا ہے اس کے سیاق و سباق کو سامنے رکھ کر اس کے مختلف معانی ہونگے۔ اولی الامر کا مطلب ہے ہر وہ شخص جس کے پاس کوئی اتھارٹی ہو۔ بہت سے مسلمان علماء اور فرقوں کے درمیان یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس آیت میں لفظ "مِنْکُم" استعمال ہوا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ تم صرف مسلمان لیڈر یا حاکم کی اطاعت کرو۔ اور کبھی بھی کسی غیر مسلم لیڈر یا حاکم کی اطاعت نہ کرو۔ اس آیت کی یہ تفسیر بہت بڑی غلط فہمی کی بنا پر ہے۔ جو صریحاً غلط ہے۔ اور اس کے بعد آنے والی آیت اس تفسیر کو کلیۃً رد کر رہی ہے۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ اُولِی الْاَمْر اگر مِنْکُمْ کے بغیر ہو تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ جہاں کہیں بھی کوئی اُولِی الْاَمْر ہے دوسرے ملکوں میں رہنے والے تمام مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں؟۔ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ تم سے ہرگز یہ مطالبہ نہیں کیا جاتا کہ تم ہر اُولِی الْاَمْر کی اطاعت کرو خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ اُولِی الْاَمْر کا مطلب ہے جو تمہارا اُولِی الْاَمْر ہے۔ وہ اُولِی الْاَمْر جسے تم پر اتھارٹی ہے۔ اور ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو۔ کوئی بھی ہو سکتا ہے جو تم پر اور تمہارے ملک پر حکومت کرتا ہے۔

مِنْکُم کا لفظ گرامر کے لحاظ سے کسی کا دوسرے کے ساتھ تعلق یا واسطہ قائم کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عام طور پر مضاف، مضاف الیہ آسانی سے بیان ہو جاتا ہے۔ لیکن جب عربی میں کہنا ہو "تم میرے ہو" کو کبھی نہیں کہتے "اَنْتِی"۔ "اَنْتَ" اور "یِ"، تو کبھی بھی اکٹھا جوڑا نہیں جاتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں "کِتَابِی"، "مَائِی" اور کوئی بھی دوسرا مضاف، مضاف الیہ بغیر کسی درمیانی واسطہ کے آپس میں ملا کر لکھا جا سکتا ہے لیکن جب کسی ضمیر کو اپنی طرف منسوب کرنا ہو تو پھر ساتھ "مِنْ" لگائے بغیر چارہ نہیں۔ "مِنْ" کے بغیر ناممکن ہے۔ اسلئے جب کہتے ہیں "اَنْتَ مِنِّی" تو مطلب ہوتا ہے تم میرے ہو۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تم میری طرف سے ہو۔ اس اظہار کو اسی طریق پر کہنا ہوگا۔ کیونکہ ہم "اَنْتِی" نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح جب مضاف الیہ جمع ہو تو بھی یہ کہنا غلط ہوگا مثلاً "وَ اُوْلِی الْاَمْرِکُم" کہنا درست نہیں۔ اس لحاظ سے اس آیت کا صرف یہ مطلب ہوگا "تمہارا اُوْلِی الْاَمْر" تمہارا حاکم جو تمہارے ملک میں ہے۔ تم پر یا تمہاری جماعت پر لازم نہیں کہ تم دنیا کے ہر اُوْلِی الْاَمْر کی اطاعت کرو۔

دوسری بات یہ کہ اس آیت کا مضمون یہیں ختم نہیں ہوتا۔ آیت کا اگلا حصہ ساتھ ملا کر پڑھیں تو یہ مضمون زیادہ واضح ہو جائے گا۔ اس کا اگلا حصہ یہ ہے:

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ" (سورۃ النساء:۶۰)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اُوْلِی الْاَمْر وہ شخص ہے جس کا تعلق دنیوی امور سے ہے۔ حکومتی کاموں سے ہے۔ تم اللہ اور اسکے رسول کی اتباع کرو مسلمان ہونے کے ناطے یہ کافی ہے لیکن ساتھ ہی تم اپنے ملک کے حکام کی بھی اطاعت کرو۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ تمہیں ایسا حکم نہیں دیتے جو قرآن و حدیث سے معارض اور اسلام کے بنیادی احکام سے ٹکراتا ہو۔ گویا جب تک ان دنیاوی حاکموں کے قانون براہ راست قرآنی تعلیمات اور سنت نبوی سے نہیں ٹکراتے اس وقت تک ان کی اطاعت تم پر لازم ہے۔ لیکن اگر وہ براہ راست قرآنی تعلیم یا سنت رسول سے ٹکرائیں تو "فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ"۔ اسی طرح کوئی بھی مسلمان خواہ وہ کسی بھی ملک میں رہتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس ملک کے قانون کی اطاعت و احترام کرے۔ اور ہر ملک میں ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس آیت کے غلط معنی کریں گے تو پھر دنیا کے تمام قوانین درہم برہم ہو جائیں گے۔ اور ایسی صورت میں ہر جگہ مسلمان باغی کہلائیں گے۔

اگر اس آیت کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ صرف مسلمان لیڈر کی اطاعت کرنی ہے تو پھر ساری دنیا میں کہاں ہیں مسلمان لیڈر؟۔ ہم یہاں انگلستان میں رہتے ہیں۔ کیا یہاں کے رہنے والے تمام مسلمان خواہ وہ عرب ہوں یا کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہوں یہاں کے حکام کی نافرمانی کرتے ہیں؟ اور کیا یہ حکام اپنے ملکی قوانین کی بے حرمتی برداشت کر سکتے ہیں؟۔ کبھی بھی نہیں۔ تو پھر یہ مُلّاں کیسے قرآنی تعلیم کے خلاف باتیں کرتے اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

اگر اس آیت سے صرف مسلمان حاکم کی اطاعت مراد ہے تو پھر جتنے بھی غیر مسلم حاکم ہیں ان کے قوانین کی نافرمانی کر کے دیکھیں۔ ساری دنیا میں مسلمانوں کو باغی سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ مسلمان واقعی اس آیت کا یہی مفہوم سمجھتے ہیں تو پھر یہ جھوٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ان ممالک میں منافق کی حیثیت سے رہ رہے ہیں کیونکہ ایک طرف اس آیت سے مراد صرف مسلمان حاکم لیتے ہیں اور دوسری طرف غیر مسلم حکام کی بھی اطاعت کرتے ہیں۔

یہ آیت مجھ پر تو بڑی صاف اور واضح ہے اور جو معنی میں نے کئے ہیں ان میں کسی بھی شک کا کوئی شائبہ نہیں۔ اور جو اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں ان کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ وہ یا تو اس آیت کے بارہ میں ہمارے معانی قبول کریں۔ دوسری صورت میں قرآن کے خلاف ان کی بغاوت ظاہر وباہر ہے۔

اسی حوالہ سے اب میں پاکستان میں احمدیوں کے حالات کو سامنے رکھ کر مزید وضاحت کرتا ہوں۔

پاکستانی ڈکٹیٹر ضیاء نے ایک انتہائی شرمناک آرڈیننس جاری کیا جس میں احمدیوں کو تمام بنیادی مذہبی وانسانی حقوق سے محروم کیا گیا۔ اس پر میں نے پاکستان کے احمدیوں کو ہدایت کی کہ انہوں نے کس حد تک اس آرڈیننس کی پابندی کرنی ہے اور کہاں انہوں نے خواہ کچھ بھی ہو جائے بہرحال اس قانون کی پابندی نہیں کرنی۔ میں نے ان سے کہا کہ کسی مسلمان سے تعلق رکھنے والے وہ امور جن کی ادائیگی قرآن اور رسولؐ نے واجب اور فرض قرار نہیں دی ان باتوں میں ایک حد تک نرمی اختیار کر کے تعاون کیا جا سکتا ہے لیکن اگر ضیاء یا اس کی گورنمنٹ احمدیوں کے خلاف ایسے قوانین بناتی ہے جو براہ راست قرآن ورسولؐ کے صریح احکام و فرائض سے ٹکرانے والے ہیں مثلاً اگر پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ کا انکار کر کے اس کی جگہ کوئی اور کلمہ پڑھیں تو پھر خواہ کچھ بھی ہو جائے ہم نے ان کی بات نہیں ماننی۔ اور یہی کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ ہزاروں احمدیوں کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ پڑھنے کے جرم میں جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ اگر کوئی گورنمنٹ اس حد تک لعنتی ہو چکی ہو کہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ پڑھنے سے روکتی ہے تو پھر وہ گورنمنٹ اس ناانصافی کی خود ذمہ دار ہے۔ اور وہ خدا کے ہاتھوں اس کا خمیازہ بھگتے گی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم جب کبھی بھی اس طرح کی فرعون صفت گورنمنٹ کے ہاتھوں تکلیف دیئے جاتے اور ایذاء پہنچائے جاتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ہمیں اس کا بدلہ اور جزا دیتا ہے۔ اس لئے ایسے مواقع پر ہم شور شرابہ اور ہنگامہ آرائی نہیں کرتے بلکہ صبر سے ایسی تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہم متوازن راہ اختیار کرتے ہوئے ملکی قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری کوئی ایسی بات نہیں مانیں گے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام کے صریح خلاف

ہو گی۔

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ" (سورۃ النساء : ٦٠)

جہاں تک ایسے قوانین کی مخالفت اور انہیں قبول نہ کرنے کا تعلق ہے ردّ عمل کے طور پر ہم کبھی بھی ایسا طریق اختیار نہیں کرتے جو بغاوت کہلائے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ہاتھوں تکلیف ضرور اٹھالیں گے لیکن اس معاملہ میں تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ اور اس طرح ان کے ہاتھوں ہم جو تکلیف اٹھاتے ہیں خدا تعالیٰ ہمیں اس کی عظیم جزا دیتا ہے اور وہ لوگ جو ہمیں ایذاء دیتے ہیں خدائی سنت کے تحت ضرور سزا پائیں گے۔

سنّت اللہ سے مراد

سوال: قرآن کریم میں آیا ہے کہ " سنة من قد أرسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحويلا" (الانبیاء :٧٨)۔ اسی طرح قرآن کریم میں اور بھی بہت سے مقامات پر "سنة الله" کا ذکر آتاہے۔ اس "سنت الله" سے مراد کیا خدا تعالیٰ کا قول ہے؟

حضور انور نے فرمایا اس آیت میں سیاق کلام کے لحاظ سے سنت کا مطلب ہے کوئی ایسا امر جو غیر مبدل ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کبھی بھی تبدیل نہیں کرتا۔ مثلاً قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ایک سنّت کا ذکر اس آیت میں ہے:

"كتب الله لاغلبن انا ورسلی" (المجادلہ:٢٢)

یہ کتاب ایک سنت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کبھی بھی میری اس سنت کو تبدیل ہوتے نہیں دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ اور ہر وہ نبی یا رسول جو خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ انجام کار غالب اور کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ اگر شروع میں نہیں تو آخر میں۔ لیکن یہ سنّت کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ ایک اور سنت ہے جس کا ذکر بار بار قرآن کریم میں آیا ہے جو ان لوگوں کے تعلق میں ہے جو برائیوں اور گناہوں کی زندگی میں ملوث ہوتے ہیں اور خدائی احکام کا انکار کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سزا اور عذاب کے مورد ٹھہرتے ہیں۔ اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں۔ خواہ وہ پیغام خدا تعالیٰ کے کسی چھوٹے نبی کی طرف سے ہو یا بڑے نبی کی طرف سے یہ بحث نہیں رہتی۔ جب کبھی بھی خدا تعالیٰ کے کسی نبی کے پیغام کی بے حرمتی کی جاتی ہے تو خدائی سنت ہے کہ ایسے لوگوں کو عذاب دیا جاتا ہے اور اس دنیا سے نیست و نابود کر دئے جاتے ہیں اور ان کا نام و نشان تک مٹا دیا جاتا ہے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تم ایسی خدائی سنت کو جلد ظاہر ہوتے نہیں دیکھتے۔ وہ اپنے ظہور میں لمبا عرصہ لیتی ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے مخالفوں کی تاریخ پر نظر کرو تو دیکھو گے کہ ایک لمبا عرصہ تک ان مخالفوں کو کچھ بھی ہوتا نظر نہیں آتا۔ لیکن ایک حیرت انگیز بات نظر آتی ہے کہ اِس وقت زمین پر ایک شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو نمرود کا نام لیوا ہو۔ اور اس کے مقابل پر ایک کثیر تعداد انسانوں کی حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ منسوب ہونے پر فخر کرتی ہے۔ تو یہ ہے سنت۔ بعض اوقات یہ سنت ایسے طور پر اپنا کام کر جاتی ہے کہ لوگوں کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی لیکن یہ ہمیشہ اپنا عمل دکھاتی ہے۔

بقیہ: گوتم بدھ کے اقوال از صفحہ نمبر ۴

جاتا ہے اور انسان اگلے جہان میں اپنے اچھے یا برے اعمال کی جزاء پاتا ہے اور پھر کبھی اس دنیا میں واپس نہیں لوٹتا۔ ہر دو قسم کی موتوں کے لئے اگرچہ گوتم بدھ نے مرنے ہی کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن ان کے درمیان ایک فرق بھی روا رکھا ہے۔ اسی دنیا میں بسر ہونے والی انسانی زندگی میں رونما ہونے والے تغیرات کو جب وہ موت سے تشبیہہ دیتے ہیں تو صرف مرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے جب وہ حقیقی موت کا ذکر کرتے ہیں تو مرنے کے ساتھ ایک اور امر کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ مرنے کے ساتھ یہ ضرور لکھتے ہیں کہ جب یہ "مادی جسم گل سڑ کر تحلیل ہونے لگتا ہے"۔ ایسی موت کے ذکر کے بعد وہ بار بار پیدا ہونے اور اس دنیا میں واپس آنے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کرتے بلکہ حسب اعمال فوت شدہ انسانوں کے جنت یا دوزخ میں جانے کا ذکر کر کے بات کو وہیں ختم کر دیتے ہیں۔

'سنسار میں ایک آگ لگی ہوئی ہے'

جہاں تک شیطان کی پیروی اور نفس کی غلامی اختیار کرنے کے نتیجہ میں انسانوں پر اسی زندگی میں بار بار وارد ہونے والی موت کا تعلق ہے گوتم بدھ نے اسے اپنے اس وعظ میں بہت عمدگی سے واضح کیا ہے جو (آگ سے متعلقہ خطبہ) The Fire Sermon کے نام سے موسوم ہے۔ ہر خدائی فرستادہ کی بعثت کے وقت پاپ جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی حالت دن بدن گر رہی ہوتی ہے۔ مسلسل انحطاط پذیر اس حالت کو گوتم بدھ نے بار بار نئی پیدائش سے تعبیر کیا تھا۔ گوتم بدھ نے اپنے اس خطبہ میں جو "ونایا" نامی کتب میں "مہاوگا" کے زیر عنوان درج ہے اپنے پیروؤں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے بھکشوؤ! آج زمانہ کی حالت بتا رہی ہے کہ سنسار میں ہر طرف ایک آگ لگی ہوئی ہے، دنیا کی ہر چیز جل رہی ہے کوئی چیز بھی اس آگ سے محفوظ نہیں ہے۔ گوتم بدھ نے اپنے اس وعظ میں یہ بھی کہا خود انسان کے اندر ایک آگ بھڑک رہی ہے، اس کی سماعت، بصارت، گویائی، فکری صلاحیت، اس کا شعور، اس کی حسیات، احساسات وجذبات سب سُلگ رہے ہیں، یہ سلگ رہے ہیں لالچ، حرص و آز، نہ ختم ہونے والی خواہشات اور ان کے نتیجہ میں بار بار رونما ہونے والی نئی پیدائش، مزید اخلاقی انحطاط اور بار بار وارد ہونے والی موت کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کی وجہ سے۔ یہ پورا وعظ اور اس کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے کہ گوتم بدھ سنسار میں پھیلے ہوئے پاپ اور انسانی رویوں میں اس کے ظاہر ہونے والے اثرات کا ذکر کر رہے ہیں۔ کوئی ایک قرینہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ وہ حقیقی موت کے بعد انسانوں کے دوبارہ اور زیادہ گری ہوئی حالت میں اس دنیا میں واپس آنے اور آتے چلے جانے کا ذکر کر رہے ہیں۔ گوتم بدھ نے وہی کچھ اپنے انداز میں کہا جو قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بڑے مختصر لیکن نہایت جامع اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ظَهَرَ الفَسَادُ فِی البَرِّ وَ البَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ﴾ (الرّوم : ۴۲)

لوگوں کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ہے۔ خشکی و تری کو اپنی لپیٹ میں لینے والے اس عظیم فساد و بگاڑ اور اخلاقی انحطاط و زوال کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک نظم میں "بحر و بر میں آگ" سے تعبیر کیا ہے۔ آپ کی اس نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

لگ رہی ہے جہان بھر میں آگ
گھر میں ہے آگ رہگزر میں آگ
مٹی پانی کا ایک پتلا تھا
بھر گئی کیسے! پھر بشر میں آگ
ابن آدم کو لگ گیا کیا روگ
آگ ہے دل میں اور سر میں آگ
کیسے نکلی ہے نور سے یہ نار
باپ میں نور تھا، پسر میں آگ
ابر رحمت خدا ہی برسائے
ہے بھڑک اٹھی بحر و بر میں آگ

(الفضل یکم اگست ۱۹۵۲ء)

یہی وسعت پذیر و ہمہ گیر آگ حضرت گوتم بدھؑ کے زمانہ میں بھارت ورش میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور یہ اخلاقی انحطاط اور انتہائی گہرے روحانی فساد و بگاڑ پر دلالت کرتی تھی۔ وہ برہموں کو اس کا ذمہ دار سمجھتے تھے جنہوں نے اس وقت کے ہندو معاشرہ کو آواگون کے چکر میں پھنسا کر نئے جنم میں اچھی حالت میں واپس لوٹنے کی خاطر برہموں کی سیوا اور خدمت کو لازمی قرار دے دیا تھا۔ حالانکہ برہمن خود دنیاداری اور حرص و آز کی پلیدی میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت گوتم بدھؑ اس نتیجہ پر پہنچے بلکہ خدا کی طرف سے انہیں یہی گیان ملا تھا کہ جب تک لوگ دوسرے جنم میں اس جہان میں واپس لوٹنے کے چکر سے آزاد نہیں ہونگے اور نیکیاں بجالا کر پاکیزہ زندگی اختیار نہیں کریں گے وہ اخلاقی گراوٹ کے قعر مذلت سے کبھی نہیں نکل سکیں گے اسی لئے اپنے وعظ کے آخر میں انہوں نے کہا:

Considering this, O monks, a learned disciple, walking in the Noble Path, turns away from the eye, turns away from the visible things, turns away from mental impressions based on the eye, turns away from the eye-contact, be it pleasant or painful, or neither pleasant nor painful. ...(Similarly he turns away from all the senses.)

Turning away, he divests himself of passion; passionless he is liberated. Being liberated he is aware that he is liberated; and he knows that rebirth is exhausted, that the holy life is completed, that duty is fulfilled, and that there is no further return to this world."

When this exposition was propounded, the minds of those thousand monks became free from attachment to the world, and were released from the cankers!

(The life of Gotama the Buddha, by E.H.Brewster .pp88,89)

"اس بات کو سمجھنے کے بعد، اے بھکشوؤ! ایک صاحب علم شاگرد نیکی کے راستہ پر قدم مارتے ہوئے، بصارت کی کجی سے منہ موڑ لیتا ہے، نظر آنے والی چیزوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور دماغ پر مرتسم ہونے والے اثرات سے بھی جان چھڑا لیتا ہے اور بصارت کے ذریعہ جن چیزوں سے رابطہ پیدا ہوتا ہے خواہ وہ چیزیں خوشگوار ہوں یا تکلیف دہ اور اور خواہ وہ نہ خوشگوار ہوں اور نہ ہی تکلیف دہ وہ ان سب سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔

اس طرح بے تعلق ہو جانے سے وہ برے جذبات سے مبرا ہو جاتا ہے اور یہ بریت اسے نجات سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ وہ خود اپنی ذات میں اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اسے نجات نصیب ہو گئی ہے اور وہ یہ جان جاتا ہے کہ بار بار پیدائش کا چکر ناپید ہو گیا ہے، پاک زندگی مکمل ہو گئی ہے، فرض پورا ہو گیا ہے اور اب اس دنیا میں کبھی واپسی نہیں ہو گی۔

اس صراحت کے ذہن نشین ہونے سے وہاں موجود ہزاروں بھکشوؤں کے ذہن دنیا (اور اس کے مرغوبات) سے منقطع ہو گئے اور انہیں دنیا کے برے اثرات اور ان کی ہلاکت آفرینی سے نجات نصیب ہو گئی"۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

بقیہ: مختصرات ۔ صفحہ اوّل

☆...... موسیقی اور میوزک کا روح پر کس قسم کا اثر ہوتا ہے اور بچوں کو اس بارہ میں کیا مشورہ دینا چاہئے؟
☆...... سکول میں بچوں کو کس قسم کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینی چاہئے؟ وغیرہ

سوموار، ۸ر فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضور امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۵ جو ۹ر اپریل ۱۹۹۴ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ دکھائی گئی۔

منگل، ۹ر فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۰۰ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ آج سورۃ الانفطار سے کلاس کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سورۃ کی ابتداء میں اس زمانہ سے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ آسمان پھٹ جائے گا کا مطلب ہے کہ صداقت لوگوں سے جاتی رہے گی۔ ستارے ماند پڑ جائیں گے یعنی علماء بے حیثیت ہو جائیں گے۔ سمندر پھاڑے جائیں گے اور آج کل واقعتاً سمندر دو پہلوؤں سے پھاڑے جا رہے ہیں۔ ایک تو کثرت سے بڑے بڑے جہاز سمندر کی لہروں کو چیرتے ہوئے چلتے ہیں اور دوسرے سمندر کی تہ کے اسرار معلوم کئے جا رہے ہیں۔ اور قبریں اکھاڑ اکھاڑ کر مدفون قوموں کی تہذیب اور حالات کا پتہ لگایا جا رہا ہے۔

آیت نمبر ۸ میں ہے کہ انسان کو معتدل قویٰ اور صلاحیتیں بخشی گئیں اور تمام انسانی ترقیوں کا راز اس اعتدال میں ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اتنی بڑی اور حسین تخلیق کے پس منظر کے باوجود انسان اس کا انکار کرتا ہے اسے یہ سوچنا چاہئے کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے اور وہ کس طرح اور کس مقصد کو پورا کر رہا ہے۔

اس کے بعد سورۃ المطففین شروع کی گئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سورۃ میں آخری زمانہ کی قوموں کے تجارتی داؤ پیچ کا ذکر ہے۔ ان قوموں کے معاہدے کے اندر ہی کمزور قوموں کا نقصان پوشیدہ ہوتا ہے۔

بدھ، ۱۰ر فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۰۱ منعقد ہوئی اور براڈکاسٹ بھی کی گئی۔ حضور انور نے شروع میں ہی فرمایا کہ آج کی سورۃ میں سجدہ تلاوت آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق روح کا سجدہ تو ضروری ہے لیکن ظاہری سجدہ ضروری نہیں ہے۔

آج سورۃ الانشقاق کی آیت ۱۱ سے کلاس شروع ہوئی۔ سورۃ البروج کے ترجمہ اور تشریح کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ پچھلی سورۃ اور اس سورۃ میں تسلسل کے ساتھ پیشگوئیاں ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا نور دوبارہ مسیح موعود کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سورۃ کی آیات ۵ تا ۸ کی عملی تفسیر پاکستان میں ظاہر ہوئی ہے۔ یہ اِس زمانے کے متعلق پیشگوئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بہت عرصہ قبل ان آیات کی تفسیر میں اس بات کا ذکر فرمایا تھا۔

سورۃ الطارق کی آیات کی تفسیر کے ضمن میں حضور انور نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ النَّجْمُ الثَّاقِب سے مراد وہ گواہیاں ہیں جو موعود کے حق میں ہیں اور ان میں ایک ایسا دمدار ستارہ بھی ہے جو نبیوں کے ظہور کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو مسیح ناصری کے وقت میں بھی ظاہر ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ظاہر ہوا۔ آیت نمبر ۵ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان پر ایک نگران مقرر ہونے کا بیان ہے۔ حضور نے فرمایا اس کے ظاہری اور روحانی دونوں معنی ہیں۔ آج سورۃ الاعلیٰ کا درس جاری تھا کہ کلاس کا وقت ختم ہو گیا۔

جمعرات، ۱۱ر فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۱۸ر اپریل ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۶ دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۲ر فروری ۱۹۹۹ء :

حضور انور کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ۷ر فروری ۱۹۹۹ء کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی درج ذیل ہے :

☆...... مشاہدے میں آیا ہے کہ عربی کے تین حروف ج، د اور ل سے جو الفاظ بنتے ہیں وہ دَجَل اور جَدَل ہیں اور دجال کے معنے سونے کے کئے گئے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ دجل کا مطلب ہے Diplomacy۔ عربی ڈکشنریوں مثلاً المنجد اور لسان العرب وغیر میں الدَّجّال کا مطلب سونا کیا گیا ہے۔ ماء الذّھب کو بھی الدَّجّال کہا گیا ہے۔ جَدَل دلائل کے ساتھ جھگڑے کو کہتے ہیں۔ اور دجل میں Diplomacy ہے۔ بنیادی طور پر معنی دونوں کے ایک ہیں۔ ان اقوام کی تمام لڑائیاں سونے کی وجہ سے ہیں۔ عربی ڈکشنری میں پٹرول کو Liquid Gold یعنی سیال سونا کہا جاتا ہے۔

☆...... یہودی لوگ ۴۰ سال تک کس طرح اور کیوں جنگلوں میں سرگرداں رکھے گئے؟ ۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ وہ جہاں بھی گئے فتنے پیدا کئے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ جب بھی کسی شہر میں داخل ہو تو کہنا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُم۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔ لیکن بجائے حِطَّةٌ کہنے کے وہ شرارت اور سرکشی سے حِنْطَةٌ کہتے تھے یعنی ہمیں گندم چاہئے۔

☆...... جرمنی میں Double Nationality کے بارے میں لوگ جھگڑتے ہیں کہ مسلمان کو ملک کا وفادار رہنے کا حکم ہے تو کیا ڈبل نیشنلٹی جائز ہے؟ ☆...... قرآن مجید کے مطابق انسان کو مرد اور عورت کے اختلاط سے پیدا کیا گیا ہے تو پھر کلوننگ کا کیا مطلب ہے؟ حضور نے فرمایا کلوننگ میں بھی مادہ کی ضرورت ہوتی ہے ویسے کلوننگ کے بد نتائج یہ لوگ ضرور بھگتیں گے۔ ☆...... مہاتما گاندھی اور مارٹن لوتھر وغیرہ نے انسانیت کی بہت خدمت کی تو کیا یہ بھی خدا کے منتخب لوگ تھے؟ حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اصولی طور پر انسانی سرشت میں نیکی رکھی ہے اس لئے جب کوئی انسان اچھے کام کرتا ہے تو خدا کی عطا کردہ نیک فطرت کو کام میں لاتا ہے۔ لیکن صرف انبیاء ہی خدا کے منتخب کردہ وجود ہوتے ہیں۔ ☆...... فرنچ زبان میں حضور انور کی ہومیو کتاب کب ملے گی؟ حضور نے فرمایا سب سے پہلے انگریزی میں ترجمہ ہوگا پھر باقی زبانوں میں ۔ میں اسے ریوائز کر رہا ہوں۔ اس میں تین چار ماہ لگ جائیں گے اس کے بعد انشاء اللہ مختلف زبانوں میں تراجم ہونگے۔ ☆...... متوقع عالمی جنگ کے پیش نظر کیا کچھ خوراک وغیرہ جمع کر لی جائے؟ حضور نے فرمایا خدا جانے کب ہوگی اور اس وقت کی جمع کی ہوئی خوراک اُس وقت تک گل سڑ جائے گی۔ ☆...... کیا بچوں کو اسلام سکھانے کے لئے تدریس کا پیشہ اختیار کر لینا چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ٹیچر سیکولر تعلیم کے لئے ملازم رکھے جاتے ہیں اور تنخواہ پاتے ہیں۔ اسلئے صرف اتنا کیا جا سکتا ہے کہ اپنے نیک سلوک سے اسلام کا نام لئے بغیر اچھے اخلاق سکھا دئے جائیں۔ ☆...... بچے معصوم پیدا ہوتے ہیں تو کیا ان میں گناہ کا مادہ نہیں ہوتا؟ ☆...... ان کے علاوہ کوسوو کی موجودہ سیاسی صورت حال اور غربت کی وجہ سے اولاد محدود رکھنے کے متعلق بھی سوال کئے گئے۔ جن کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

لجنہ اماء اللہ ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو کا کامیاب سالانہ اجتماع

ٹرینیڈاڈ مشن کا باقاعدہ آغاز ۱۹۵۴ء میں ہوا اور مختلف اوقات میں مختلف مبلغین سلسلہ کے ذریعہ جماعت بتدریج مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی ترقی کی شاہراہ پر آگے بڑھتی رہی۔

۱۹۸۷ء میں ہمارے موجودہ امیر و مبلغ انچارج مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب یہاں تشریف لائے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ اور مختلف جہات میں جماعت کو غیر معمولی رفتار سے قدم آگے بڑھانے کی توفیق ملی۔

۱۹۸۷ء کے بعد جماعت کی تعداد میں تقریباً آٹھ گنا اضافہ ہوا۔ چندوں کے نظام اور جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے پروگرام اور تبلیغی و تربیتی مساعی میں بھی نمایاں بہتری پیدا ہوئی، نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور جماعت کے ملکی ہیڈکوارٹر کی تعمیر کے لئے ایک وسیع رقبہ خرید کیا گیا۔

لجنہ کی مساعی میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے ۔ چنانچہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لجنہ کے اجتماع میں یہ بیداری اور لجنات کا جذبۂ خدمت دین نمایاں طور پر دیکھنے میں آیا۔ قبل ازیں یہ اجتماع مختلف مساجد یا سکولز کے ہالز میں منعقد ہوتا تھا جہاں بالعموم جگہ کی بہت دقت ہوتی تھی۔

اس دفعہ لجنہ کا اجتماع آئی لینڈ کے مرکزی ریجن کے Rudranath Capildeo Learning Resource Centre کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔ یہ ہال ائرکنڈیشنڈ تھا اور جگہ بھی بہت فراخ اور آرام دہ تھی۔ اس اجتماع میں ۶۰۰ کے قریب خواتین و بچیاں شامل ہوئیں۔ کئی غیر احمدی مسلمان، ہندو اور عیسائی مہمان بھی اجتماع دیکھنے اور سننے کے لئے آئیں۔ اور اجتماع کے بہترین انتظامات اور نظم و نسق اور عمدہ ماحول اور تقاریر سے بہت متاثر ہوئیں۔ اس مرتبہ تقاریر کا معیار بھی بہت اچھا تھا۔

مکرمہ قریشہ محمد صاحبہ نائب صدر لجنہ نے رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے ذرائع کے موضوع پر اور مکرمہ کامرون Achang صاحبہ، سیکرٹری مال نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر اور مکرمہ عابدہ ساقی صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے عشقِ قرآن اور عشقِ محمد مصطفی ﷺ کے موضوع پر نہایت ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقاریر کیں۔ مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر جماعت نے بھی لجنہ سے خطاب کیا اور لجنہ کو خدمت دین کے لئے اپنے اوقات اور اپنے بچوں کو وقف کرنے اور ان کی بہتر دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ مساعی میں برکت دے اور تمام لجنات کو بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق بخشے۔

(رپورٹ : زاہدہ ابراہیم۔ ٹرینیڈاڈ)

تحریک وقف نو کے متعلق چند ضروری گزارشات

(ڈاکٹر شمیم احمد۔ انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ۔لندن)

جو احباب سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ بابرکت تحریک وقف نو میں اپنے بچوں کو شامل کرنا چاہتے ہوں اُن کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں

(۱)...... تحریک وقف نو میں شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی تاریخ پیدائش، تحریک وقف نو کے آغاز کے بعد یعنی تین اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد کی ہو۔

(۲)...... تین اپریل ۱۹۸۷ء سے قبل کے پیدا شدہ بچوں کی درخواستیں وقف نو کے لئے نہ بھجوائی جائیں بلکہ اُن کے وقف کے لئے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ سے رابطہ کر کے وقف اولاد کے تحت کاروائی کی جائے۔

(۳)...... بچیوں کے وقف کے متعلق حضور انور کی خصوصی ہدایات کے تحت صرف وہ بچیاں وقف نو میں شامل کی جارہی ہیں جن کی ولادت سے پہلے والدین نے اُنہیں وقف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔اگر کسی وجہ سے والدین پیدائش سے قبل درخواست نہ بھجوا سکے ہوں لیکن اُن کی نیت یہی تھی کہ وہ ہونے والے بچہ / بچی کو وقف نو میں پیش کریں گے تو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں خط لکھتے وقت اپنی اِس نیت کا وضاحت سے ذکر کر دیا کریں۔

(۴)...... بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے صرف مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے۔وقفِ نو میں شمولیت کے لئے مناسب طریق یہ ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیّدنا حضور انور کی خدمت اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۵)...... بعض احباب اپنے رشتہ داروں، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں اگر خود نہ لکھ سکتے ہوں تو درخواست ان کی طرف سے ہونی چاہئے۔

(۶)......درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی درج نہیں کرتے جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کاروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔اِس وقت شعبہ وقف نو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہیں۔اس ضمن میں یہ بھی گذارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

وقف نو کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں :

(ا)...... بچہ / بچی کے والد کا نام

(ب)...... بچہ / بچی کے دادا کا نام

(پ)...... بچہ / بچی کی والدہ کا نام

(ت)...... بچہ / بچی کا نام (اگر ولادت ہو چکی ہو)

(ث)...... بچہ / بچی کی تاریخ پیدائش (اگر ولادت ہو چکی ہو)

(ج)...... گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جا سکے۔ربوہ کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الحمد کا پتہ لکھنے کی بجائے اپنے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تاکہ انہیں براہ راست گھر کے پتہ پر جواب ارسال کیا جا سکے۔ بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ لکھ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ایسے خطوط پر کاروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۷)...... بعض احباب فوری طور پر خط کا جواب یا حوالہ نمبر چاہتے ہیں اِس ضمن میں عرض ہے کہ بڑھتے ہوئے کام اور کارکنان کی شدید کمی کی وجہ سے فوری جواب دینا ممکن نہیں۔نوٹ فرمالیا جائے کہ خطوط کا جواب باری آنے پر ضرور دیا جاتا ہے۔

(۸)......وقف نو کے ضمن میں اگر فوری رابطہ کی ضرورت ہو تو خاکسار کے ساتھ مندرجہ ذیل ٹیلیفون اور فیکس نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے 0181-992-0843۔اس فیکس نمبر پر وقف کی درخواست بھی بھجوائی جاسکتی ہے۔

(۹)...... بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنا فیکس نمبر درج کرتے ہیں اور پتہ درج نہیں فرماتے۔ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ فارم فیکس کے ذریعہ نہیں بھجوائے جاسکتے اور پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کاروائی نہیں ہو سکتی۔

(۱۰)......شعبہ وقف نو مرکزیہ لنڈن سے جو حوالہ نمبر ارسال کیا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے۔ بعض احباب بار بار حوالہ نمبر کی درخواست کرتے ہیں جس سے شعبہ ہذا کا کام بڑھ جاتا ہے اور ڈاک کا خرچ الگ ہوتا ہے۔ بعض احباب حوالہ نمبر کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ انکے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوا دیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے ۔بغیر معین کوائف کے ہزار ہا بچوں میں سے اور ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں اس لئے ان کو لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تاکہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے جس سے کام بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن میں یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے حضور انور کی خدمت اقدس میں لکھنے کی بجائے انچارج شعبہ وقف نو سے رابطہ کیا جائے۔

(۱۱)...... بعض احباب وقف نو کی درخواست کے ساتھ ساتھ بہت سی دیگر باتیں درج کر دیتے ہیں مثلاً نسخہ جات کی درخواست، تبلیغی مساعی یا بہت سے دیگر امور جن کی وجہ سے انکا خط مختلف شعبہ جات سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے اس لئے درخواست کی جاتی ہے کہ اگر آپ وقف نو کے خط کا جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف نو کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا جائے۔

(۱۲)......جو احباب اپنے خطوط بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کر لینا چاہئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں بعض اوقات ایسے خطوط کافی تاخیر سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں انکے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے۔

(۱۳)...... پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو لندن یا وکالت وقف نو ربوہ کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔شعبہ وقف نو لندن کا پتہ مندرجہ ذیل ہے

Waqf-e-Nou Department (central)

16 Gressen Hall Road

London. SW18 5QL U.K.

(۱۴)...... بعض سیکرٹریان وقف نو ایک اجتماعی لسٹ میں واقفین کا نام برائے منظوری بھجوا دیتے ہیں۔مناسب ہوگا کہ والدین انفرادی طور پر وقف کی درخواستیں بھجوائیں۔

(۱۵)......وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(۱۶)......وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو، اردو کے قاعدہ جات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پانچ خطبات شائع ہو چکے ہیں۔انہیں اپنی مقامی یا مرکزی جماعت سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کیا جائے اور جو ہدایات ان میں درج ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ان کتب کے لئے شعبہ وقف نو لندن کو نہ لکھا جائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality,

Conveyancing & Employment,

Welfare Benefits, Personal Injury,

Family & Ancillary Proceedings,,

Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر ۱۶

تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔سو اسی خوف سے جو جوان کے دلوں میں ایک رعب ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بے شمار سلام ہیں بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا شکار سمجھ لیا۔تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گزر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے مَیں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور میں خدائے قادر ہوں ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے :اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا و ان الله علی نصرهم لقدیر. الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے گئے اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سن لی۔اور ان کو مقابلے کی اجازت دی گئی۔اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔(الجز و نمبر۱۷ سورة الحج)۔مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا۔ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی غلطیاں کھائیں۔اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا"۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد لشاعت ۲۲رمئی سنہ۱۹۰۰ء)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

صحابہؓ کا عشق رسول ﷺ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۵ و ۶؍ اگست ۹۸ء میں آنحضور ﷺ کے صحابہؓ کے ایسے واقعات کا انتخاب مکرم فہیم احمد خادم صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے جو خدام کے اپنے آقا سے بیمثال عشق اور بے ساختہ محبت کے آئینہ دار ہیں-

☆ چاند کی چودھویں تاریخ کی ایک رات تھی جب آنحضور ﷺ اپنے صحابہ میں سرخ قبا زیب تن کئے تشریف فرما تھے- حضرت جابرؓ بن سمرہ کبھی روشن چاند کی طرف دیکھتے اور کبھی آنحضورؐ کے رُخ تاباں پر نگاہ ڈالتے- آپؓ بیان کرتے ہیں کہ "مجھے آپؐ کا چہرۂ مبارک، چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور خوبصورت نظر آیا"- یہ کوئی مبالغہ نہ تھا کیونکہ ھند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ "آپؐ کا چہرہ، چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا"- حضرت کعبؓ بن مالک کا کہنا تھا کہ آنحضورؐ کا چہرہ جب خوشی سے تمتما اٹھتا تو یوں لگتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے-

☆ مسلمان غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہو چکے تھے- گرمی کی شدت تھی اور دور دراز کا سفر تھا- ایک صحابی مدینہ پہنچے تو اُن کی دو بیویوں نے دو سائبان تیار کر کے چھڑکاؤ کر رکھا تھا اور ٹھنڈے پانی اور کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا- آپؓ گھر میں داخل ہونے لگے تو سائبان کی دہلیز پر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ کی سفر کی صعوبتوں کو ذہن میں لا کر بے ساختہ کہا، خدا کا رسولؐ تو باہر دھوپ، لو اور گرمی میں ہو...... بخدا میں کسی ایک کے سائبان میں بھی داخل نہیں ہوں گا میں تو آنحضور ﷺ کے پیچھے جاتا ہوں-

☆ آنحضور ﷺ کے خادم حضرت ابو فراس ربیعہ بن کعبؓ تھے- ایک روز تہجد کے وقت جب خادم اپنے آقا کے وضو کیلئے پانی لایا تو آپؐ نے فرمایا "مجھ سے مانگو، تیری کیا آرزو ہے؟"- انہوں نے عرض کیا مجھے اور تو کچھ نہیں چاہئے بس یہ کہ جنت میں بھی آپؐ کی رفاقت نصیب ہو- فرمایا کوئی اور تمنا؟- عرض کی میری تو بس یہی تمنا ہے- تب آپؐ نے فرمایا کہ میری اس طرح مدد کرو کہ عبادت کثرت سے بجالایا کرو-

☆ آنحضور ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملی تو آپؐ حضرت ابو بکرؓ کے پاس تشریف لائے اور یہ خبر پہنچائی- آپؓ نے بے ساختہ عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے بھی ساتھ لے جائیں- فرمایا "ضرور"- یہ سن کر آپؓ اتنے خوش ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے-

☆ قریش کا سفیر عروہ، صلح حدیبیہ کے موقع پر آیا تو گستاخی سے آنحضور ﷺ سے بولا کہ اگر قریش کو غلبہ مل گیا تو انہیں (صحابہؓ کو) بھاگتے دیر نہیں لگے گی- حضرت ابو بکرؓ نے فوراً جواب دیا، جاؤ جاؤ لات کے پجاریو! کیا ہم بھاگ جائیں گے! کیا ہم رسول اللہ کو چھوڑ جائیں گے!؟-

اسی عروہ نے واپس جا کر قریش سے کہا کہ اے میری قوم! میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں، خدا کی قسم! جتنی عزت محمدؐ کے اصحابؓ اس کی کرتے ہیں اتنی عزت میں نے کسی بادشاہ کی، اس کے ساتھیوں کو کرتے نہیں دیکھا- جب وہ وضو کرتے ہیں تو صحابہؓ بچے کھچے پانی کے حصول کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، اُن کے سامنے دھیمی آواز اور جھکی نظروں سے گفتگو کرتے ہیں-

☆ حضرت ابو ایوبؓ انصاری وہ خوش نصیب صحابی تھے جنہیں ہجرت کے بعد آنحضور ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوا- ان کے مکان کے اوپر تلے دو حصے تھے- انہوں نے اوپر والا حصہ پیش کیا لیکن آنحضور ﷺ نے اپنی اور ملاقاتیوں کی سہولت کے لئے نچلا حصہ پسند فرمایا- ایک رات اوپر والے حصہ کے فرش پر پانی گر گیا تو حضرت ابو ایوبؓ انصاری اور اُن کی اہلیہ نے اس ڈر سے کہ کہیں پانی نیچے نہ ٹپک پڑے، اپنا لحاف پانی پر ڈال دیا اور یوں پانی جذب کیا-

حضرت ابو ایوبؓ انصاری روزانہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں کھانا بھجواتے اور جو کھانا بچ کر واپس آتا اُس پر آنحضور ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آپؐ نے نوش فرمایا ہوتا وہاں سے کھاتے-

☆ حضرت زیدؓ بن دثنہ کو قریش نے دھوکے سے گرفتار کیا اور جب آپؓ کو مقتل میں لے جایا گیا تو ابوسفیان نے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آج تمہاری جگہ محمدؐ ہوتے اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہوتے- حضرت زیدؓ نے تڑپ کر جواب دیا خدا کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے اہل و عیال میں آرام سے بیٹھا رہوں-

☆ حضرت ابو بکرؓ کو ایک بار قریش نے اس قدر مارا کہ آپؓ کے قریب المرگ ہونے میں کسی کو شبہ نہ رہا- لیکن جب بھی آپؓ کو ہوش آیا تو آپؓ کے منہ سے یہی جملہ نکلا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

☆ صحابہؓ تو آنحضورؐ کے رُخ انور پر اپنی جانیں وارنے کے لئے تیار بیٹھے تھے- جنگ بدر کے موقع پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے اپنے ساتھیوں کی نمائندگی میں عرض کیا کہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی صف آراء ہوں گے، آگے بھی صف بستہ ہوں گے اور پیچھے بھی دشمن سے نبرد آزما ہوں گے-

☆ جنگ بدر کے موقع پر جب ایک صحابیؓ کے پیٹ پر تیر لگا کر آنحضور ﷺ نے صفیں سیدھی کرنے کی ہدایت کی تو انہوں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس تیر سے مجھے تکلیف پہنچی ہے اور میں بدلہ لینا چاہتا ہوں- آپؐ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا بدلہ لے لو- صحابیؓ آگے بڑھے اور آپؐ کے جسم سے لپٹ کر بوسہ لے لیا- بعد میں اپنے ساتھیوں سے کہا ممکن ہے یہ میری آپؐ سے آخری ملاقات ہو- میں نے چاہا کہ زندگی کے اس آخری موقع پر میرا جسم آپؐ کے جسم مبارک سے چھو جائے-

☆ جنگ احد میں جب آنحضور ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو کئی صحابہؓ حواس باختہ ہو گئے اور سراسیمگی کی حالت میں ہمت ہار بیٹھے- ایسے میں انسؓ بن نضر نے بے ساختہ کہا، اب بھلا آپؐ کے بعد زندگی کس کام کی؟ اٹھو اور اس مقصد کے لئے مر مٹو جس کے لئے آنحضورؐ نے جان دی ہے- یہ کہہ کر اکیلے ہی دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور جوانمردی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے- آپؓ کے جسم پر ستر زخم آئے، نعش پہچانی نہ جاتی تھی- آپؓ کی ہمشیرہ نے انگلیوں سے پہچانی-

☆ جنگ احد کے معاً بعد آنحضور ﷺ نے حضرت سعدؓ بن ربیع کا پتہ کروایا- ایک انصاری اُن کی تلاش میں نکلے اور زخمیوں اور نعشوں کے پاس آوازیں دینے لگے لیکن کوئی جواب نہ ملا- تب انہوں نے کہا "اے سعد! مجھے آنحضرت ﷺ نے آپکی خبر لانے کے لئے بھیجا ہے"- تب ایک نحیف آواز آئی، دیکھا تو سعدؓ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں- انہوں نے ایسے وقت میں یہی پیغام دیا کہ آنحضورؐ کی خدمت میں سلام عرض کرنا...... میری قوم کو بھی سلام دینا اور کہنا کہ اگر تمہارے جیتے جی رسول اللہ کو کوئی گزند پہنچی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا-

☆ جنگ احد کے دوران ہی ایک موقع پر جب آنحضور ﷺ دشمن کے نرغہ میں آ گئے تو حضرت زیادؓ بن سکن پانچ انصار کے ساتھ آگے بڑھے- پانچوں یکے بعد دیگرے اپنی جانوں کا نذرانہ دیتے رہے- حضرت زیادؓ لہولہان ہو گئے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے کفار کو پیچھے دھکیل دیا- آنحضور ﷺ نے فرمایا زیاد کو میرے قریب کر دو- شدید زخمی زیادؓ کو قریب کر دیا گیا اور آپؓ نے پوری قوت سے اپنے جسم کو جنبش دی اور اپنا سر آپؐ کے قدموں میں رکھ دیا اور اس حالت میں جان دی کہ آپؓ کے گال آنحضورؐ کے قدموں سے پیوست تھے-

☆ ایسے ہی ایک موقع پر جب دشمن کے حملہ کا رُخ آنحضور ﷺ کی طرف تھا، روایت کے مطابق تیس کے قریب صحابہ پروانوں کی مانند آپؐ کے گرد جمع تھے اور باری باری ہر ایک صحابی حضورؐ کے آگے گھٹنے ٹیک کر، ادب سے اپنی جان نثاری کا اس طرح اظہار کرتا تھا کہ میرا چہرہ، آپؐ کے رُخ انور پر قربان ہو، میرا وجود آپؐ پر نثار ہو، (میرے آقا!) آپؐ پر ہمیشہ ہمیش سلامتی نازل ہوتی رہے-

☆ جنگ احد سے واپسی پر ایک عورت کو اطلاع ملی کہ اُس کا والد، خاوند اور بھائی جام شہادت نوش کر چکے ہیں- لیکن جب اُس کی نظر آنحضور ﷺ پر پڑی تو وہ اپنے ہر غم سے بے نیاز ہو کر کہنے لگی اگر آپؐ بخیریت ہیں تو پھر ہر مصیبت ہیچ ہے-

☆ حضرت عمروؓ بن عاص بیان کرتے ہیں کہ ایک وہ وقت تھا کہ مجھے آنحضور ﷺ سے ایسا بغض تھا کہ میری یہی خواہش ہوتی کہ اگر موقع ملے تو آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دوں- لیکن بیعت کے بعد مجھے آنحضور ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا-

☆ حضرت حسان بن ثابت نے آنحضور ﷺ کی وفات پر جو مرثیہ لکھا اُس میں کہا کہ آپؐ کے بغیر یہ زندگی بے رونق اور بوجھ ہو گئی ہے اور جینا دشوار ہو گیا ہے- آپؐ کے بعد کوئی بھی مرے تو اب کیا پرواہ ہے!-

-......☆......☆......☆......-

ھرن مینار شیخوپورہ

لاہور سے پچیس میل کے فاصلہ پر شیخوپورہ کا شہر آباد ہے جسے مغلیہ دور میں جہانگیر پور اور جہانگیر آباد بھی کہا جاتا تھا- یہ جہانگیر کی محبوب ترین شکارگاہ تھی اور یہاں اُس نے اپنے ایک منس راج نامی محبوب ہرن کی قبر پر ایک مینار تعمیر کروایا تھا اور ہرن کا شکار اس علاقہ میں ممنوع قرار دے دیا تھا- یہ مینار ۱۰۳؍ فٹ بلند ہے جس میں زینہ اور جھروکے بنے ہوئے ہیں- بعد ازاں یہاں شاہی رہائش گاہ کے طور پر ایک عمارت تعمیر کی گئی جس پر ایک لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ ہوئے- ایک تالاب بھی اینٹوں سے بنایا گیا جو ۸۹۵؍ فٹ لمبا اور ۷۵۲؍ فٹ چوڑا تھا- تالاب کے وسط میں ایک جزیرہ بنا کر اس پر دو منزلہ عمارت تعمیر کی گئی اور اسے اکیس تکونی محرابوں پر قائم ایک پُل کے ذریعہ شکارگاہ سے ملا دیا گیا- یہ پُل دس فٹ چوڑا اور ۳۰۸؍ فٹ لمبا ہے- یہ مختصر معلوماتی مضمون مکرم فضیل عیاض احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶؍ جون ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

ہفت روزہ "بدر" ۵؍ نومبر کی ایک خبر کے مطابق مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی وفات پاگئے- مرحوم ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۹ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی جس کے بعد زیادہ تر قادیان میں ہی مقیم رہے- ۱۹۴۷ء میں درویشانِ قادیان میں شامل ہوئے اور پھر دیہاتی مبلغین کی تربیت حاصل کر کے صوبہ یوپی (بہار) میں ۲۶ سال تک میدانِ تبلیغ میں سرگرم رہے اور اس کے بعد دفاتر صدر انجمن میں خدمت بجالاتے رہے-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

26/02/99 - 04/03/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 26th September 1998

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Children's Corner: Quran Pronunciation. Lesson No. 5 (R)
01.30	Liqa Ma'al Arab: Session No. 48 Rec: 08.06.95
02.35	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 81 (R)
03.05	Urdu Class: (R)
04.10	Shajray Phull: Part 3
04.50	Homeopathy Class: Lesson No. 10 (R) Rec: 02.05.94
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
07.05	Children's Corner: Pronunciation 5 (R)
07.25	From The Archives: Majlis e Irfan-Part 1 Rec: 16.02.84 at Mia Pur Khas Huzoor and students
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No. 48 (R)
09.40	Urdu Class: (R)
10.45	Computers for Everyone: Lesson No. 99
11.25	Bengali Service: A sitting with Janab Khallilur Rahman of New York Jama'at.
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.05	Documentary: Pakistan ke Mazaraat.
14.25	Rencontre Avec Les Francophones(new): Rec: 21.02.99
15.35	Friday Sermon: Rec, 26.02.99 (R)
16.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 48(R)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith.
18.55	Urdu Class(New): Rec, 24.02.99
20.00	German Service
21.00	Children's Corner: Kudak No. 10
21.15	Medical Matters: Gum Problems No.3
21.45	Friday Sermon: (26.02.99) (R)
22.50	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R)

Saturday 27th February 1999

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.40	Children's Corner: Kudak No. 10 (R)
00.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 49 Rec: 13.06.95
01.55	Friday Sermon: (26.02.99) (R)
03.00	Urdu Class(New): (R)
04.05	Computers for Everyone: Lesson No. 99(R)
04.45	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News:
06.50	Children's Corner: Kudak No. 10 (R)
07.05	Saraiky Prog.: Tarjumatul Quran Class Lesson No.3 - Rec:27.07.94
08.10	Medical Matters: Gum Problems No.3 (R)
08.45	MTA Variety: Truthfulness of Ahmadiyyat on the occasion of Jalsa Vehari District
09.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 49 (R)
10.45	Urdu Class(New): (R)
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No. 12
13.05	Indonesian Hour: Dialogue with secretary Rishta Nata, Cooking, More.......
14.05	Bengali Service: Significance of Ahmadiyyat, More......
15.10	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 27.02.99
16.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 49 (R)
17.15	Al Tafseer-ul-Kabir: Prog. No. 33
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class(New):Rec, 26.02.99
19.35	German Service:
20.40	Children's Corner: Quran Quiz, No.39
20.55	Q/A Session: from London, Rec: 04.01.86
22.15	Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.20	Learning Danish: Lesson No. 12 (R)

Sunday 28th February 1999

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50	Children's Corner: Quran Quiz, No.39(R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 50 Rec: 14.06.95
02.10	MTA Variety: Truthfulness of Ahmadiyyat
03.00	Urdu Class(New): (R)
04.20	Learning Danish: Lesson No. 12(R)
04.50	Children's Class(New): (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.50	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 39 (R)
07.05	Friday Sermon: (26.02.99) (R)
08.15	Q/A Session: from London,Rec: 04.01.86(R)
09.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 50 (R)
10.40	Urdu Class(N): Rec: 26.02.99 (R)
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 115
13.10	Indonesian Hour: Dars ul Hadith, Dars ul Quran, More..
14.15	Bengali Service:An interview with Amir Sb, Kut Kot Bangladesh game, More.......
15.15	English Mulaqat: Rec, 23.07.95
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 50 (R)
17.25	Albanian Prog: Introduction to Islam, Pt 3
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class(New): Rec: 27.02.99
19.45	German Service:
20.50	Children's Corner: Science Club
21.00	Children's Corner: Waqfeen e Nau Part 1
21.20	Dars ul Quran: Lesson No. 24 Rec: 27.01.98
22.55	Speech: By Mazhar Iqbal Sahib
23.25	Learning Chinese: Lesson No.115 (R)

Monday 1st March 1999

00.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.55	Children's Corner: Science Club (R)
01.05	MTA USA: Speech - Importance of Prayer
02.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 51 Rec: 15.06.95
03.05	Urdu Class(New): (R)
04.25	Learning Chinese: Lesson No.115 (R)
04.55	English Mulaqat (R)
06.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.55	Children's Corner: Science Club (R)
07.05	Dars ul Quran: Lesson No. 24 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 51 (R)
09.45	Urdu Class: (New): (R)
11.00	MTA Sports: Football Final Rabwah vs Sargodah
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No. 5
13.05	Indonesian Hour
14.10	Bengali Service: Islamic Hijab, A visit to an historic musjid.
15.10	Homeopathy Class: Lesson No. 11 Rec:03.05.94
16.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 51 (R)
17.30	Turkish Prog.: Truth about Imam Mahdi Programme No. 6
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.35	Urdu Class:
19.40	German Service
20.40	Children's Corner: Workshop No.11 From Lajna Pakistan
21.05	Highlights of UK Ansarullah Ijtema '98 2nd Day of proceedings.
21.35	Rohani Khazaine: Programme No. 3
22.10	Homeopathy Class: Lesson No. 11 (R)
23.25	Learning Norwegian: Lesson No.5 (R)

Tuesday 2nd March 1999

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Workshop No.11(R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 52 Rec:20.06.95
02.15	MTA Sports: Football Final (R) Rabwah vs Sargodah
03.10	Urdu Class: (R)
04.15	Learning Norwegian: Lesson No.5 (R)
04.45	Homeopathy Class: Lesson No. 11 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Workshop No.11(R)
07.15	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 29.08.97
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 52 (R)
10.10	Urdu Class: Lesson No. 38 (R)
11.15	Medical Matters: Child & Mother Care
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning French: Lesson No. 24
13.10	Indonesian Hour
14.10	Bengali Service: Significance of Khatum un Nabiyeen, More.......
15.15	Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 02.03.99
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 52 (R)
17.20	Norwegian Prog.: Contemporary Issues - 12
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class
19.40	German Service
20.40	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No.6
21.00	Children's Corner: Waqfeen e Nau Pt 4
21.30	Hamari Kaenat: No. 159
21.55	Tarjumatul Quran Class(New): (R)
23.05	Learning French: Lesson No. 24 (R)

Wednesday 3rd March 1999

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Part 6 (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 53 Rec: 21.06.95
02.10	Children's Corner: Waqfeen e Nau Pt 4 (R)
02.40	Urdu Class: (R)
03.45	Learning French: Lesson No.24 (R)
04.15	MTA Variety: Speech by Ch. Hameedullah Sahib - Seerat un Nabi (SAW)
04.50	Tarjumatul Quran Class(New): (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Part 6 (R)
07.15	Swahili Prog.: Friday Sermon Rec: 15.03.95
08.15	Dars ul Hadith
08.40	Hamari Kaenat: No. 159 (R)
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 53 (R)
10.05	Urdu Class: (R)
11.10	Interview: of Darvesh e Qadian, Part 1
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German
13.05	Indonesian Hour
14.05	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 31.05.96
14.10	Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 03.03.99
15.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 53 (R)
16.20	Revue De Presse: Part 2
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class
19.45	German Service
20.45	Children's Corner: Waqfeen e Nau Games From Rabwah
21.20	MTA Variety: Al Maidah
21.30	MTA Variety: Shumarah No. 11
22.10	Tarjumatul Quran Class(New): (R)
23.20	Learning German: Lesson No. 9

Thursday 4th March 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55	Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 54 Rec: 10.06.95
02.35	Interview: of Darvesh e Qadian, Part 1 (R)
03.10	Urdu Class (R)
04.20	Learning German: Lesson No.9 (R)
04.50	Tarjumatul Quran Class(New): (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
07.20	Sindhi Prog.: Friday Sermon Rec: 07.03.97
08.20	MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.30	MTA Variety: Shumarah No.11 (R)
09.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 54 (R)
10.15	Urdu Class (R)
11.20	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 82
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.30
12.55	Indonesian Hour
13.55	Bengali Service: Q/A with Huzoor Rec: 16.03.94
14.55	Homeopathy Class: Lesson No.12 Rec: 04.05.94
17.00	Swedish Prog.: Q/A with Huzoor from Malma, Rec: 29.09.89
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class
19.35	German Service
20.35	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Part 7
21.00	From The Archives: Majlis e Irfan, Part 2 Rec: 16.02.84 at Mir Pur Khas
22.10	Homeopathy Class: Lesson No.12 (R)
23.15	Learning Arabic: Lesson No.30 (R)
23.30	Shajray Phull:

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, February 26, 1999 No. 9

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

مولوی وحید الدین خان صاحب ایک معروف عالم دین ہیں جن کا شمار معتدل مزاج شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کی سرپرستی میں اردو بازار لاہور سے ایک معلوماتی ماہنامہ تذکر کے نام سے چھپتا ہے جو "الرسالہ" کا پاکستانی ایڈیشن بھی ہے۔ آپ "اسلامی مرکز" کے صدر بھی ہیں۔ ستمبر ۱۹۹۸ء کا شمارہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو کئی دلچسپ، فکر انگیز اور مفید مطالب و مضامین پر مشتمل ہے۔ ذیل میں اس پرچہ کے بعض اہم نکات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:

مسلمانان عالم کو "صلح حدیبیہ" کے اصولوں کو اپنانے کی دعوت

"۶ر ستمبر ۱۹۹۴ء کو مسٹر آصف جیلانی (مقیم لندن) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو آپ اکثر حدیبیہ کے اصول پر عمل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حدیبیہ کا معاہدہ تو پیغمبرِ اسلامؐ نے وحی کی بنیاد پر کیا تھا، آج کے مسلمان کس طرح اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا حدیبیہ ہی نہیں بلکہ آپ کا ہر قول و فعل وحی کی بنیاد پر ہوتا تھا۔ جیساکہ قرآن میں ہے "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" (النّجم: ۴،۳) پھر کیا آپ رسول اللہ کی ہر بات کو اسی عذر کی بنیاد پر چھوڑ دیں گے۔

اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو ہر بات بذریعہ وحی بتائی۔ پھر آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ اس طرح آپ کا قول و عمل ہمارے لئے نمونہ بن گیا۔

حدیبیہ ایک سنت رسول ہے۔ یہ کس موقع کے لئے سنت ہے۔ اس کا اندازہ اس زمانے کے حالات کے مطالعہ سے ہوتا ہے جب کہ حدیبیہ کا معاملہ کیا گیا۔ صورت حال یہ تھی کہ ہجرت کے بعد مخالفین اسلام نے جنگ چھیڑ دی۔ کئی جھڑپیں یا جنگیں ہوئیں مگر وہ فیصلہ کن نہ بن سکیں۔ جنگی مقابلوں کے باوجود مکہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ حالانکہ مکہ فتح کرنا مقصد رسالت میں شامل تھا تاکہ اس کو شرک اور بت پرستی سے پاک کیا جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں آپؐ نے حدیبیہ کا معاملہ فرمایا اور اس کے نتیجے میں شاندار طور پر مکہ فتح ہوا۔

موجودہ زمانہ میں ہر جگہ مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ پچھلے ۲۰۰ سال سے وہ اپنے حریفوں سے مسلح ٹکراؤ کر رہے ہیں۔ مگر یہ ٹکراؤ مسلمانوں کے نقصان میں اضافہ کے سوا کوئی اور نتیجہ بر آمد نہ کر سکا۔ اب مسلمانوں پر فرض کے درجہ میں ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ٹکراؤ اور تصادم کے بے فائدہ تجربہ کو مزید نہ دہرائیں۔ وہ صلح حدیبیہ کے اصول کو مکمل طور پر اختیار کر لیں۔

اب تک انہوں نے جنگ کی قوت کو ناکام طور پر استعمال کیا۔ اب ان کو چاہئے کہ وہ امن کی قوت کو استعمال کریں۔ امن کی قوت کو استعمال کرنے ہی کا دوسرا نام حدیبیہ پرنسپل ہے۔ جس دن مسلمان سنت رسول کی روشنی میں ایسا فیصلہ کریں گے اسی دن ان کی تاریخ بھی بدلنا شروع ہو جائے گی۔ ٹھیک اسی طرح جیسے دور اول کے مسلمانوں کی تاریخ اسی اصول کے استعمال سے بدل گئی تھی"۔ (صفحہ ۱۸)

☆......☆......☆

امریکی اخبار کی دو خبریں

"امریکہ میں مقیم ہندوستانیوں کا غالباً سب سے بڑا اور سب سے معیاری اخبار India Abroad ہے۔ جو ہفتہ وار چھپتا ہے اور ۵۶ صفحہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ بیک وقت چھ شہروں سے چھپتا ہے۔ میں نے اس کا شمارہ ۱۹ر اگست ۱۹۹۶ء دیکھا۔ اس میں ایک خبر یہ تھی کہ ۳۵ سالہ چک کوہلی (Chuck Kohli) نے انوسٹ کرنے والوں (Investors) کے ساتھ ۳۰ ملین ڈالر کا فراڈ کیا۔ اس کے نتیجے میں ان کو ۵۷ مہینہ کی سزا ہوئی اور اسی کے ساتھ جرمانہ بھی۔

دوسری خبر یہ تھی کہ قادیانی رہنما مرزا طاہر احمد نے ایک بیان میں کہا ہے کہ واشنگٹن نے ضیاء الحق کی مدد کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک مطلق ڈکٹیٹر ہیں جب کہ آپ ہمیشہ ڈکٹیٹر شپ کے خلاف بولتے ہیں:

"Washington supported Zia-ul-Haqq knowing him to be an absolute dictator, while at the top of your voices you tell the world that you are against dictatorships".

(صفحہ ۲۸)

☆......☆......☆

"دعوتی کام" بھی اور نفرت بھی

"ایک نوجوان عالم پاکستان سے امریکہ آئے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ میں امریکہ میں رہ کر یہاں دعوتی کام کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ گفتگو کے دوران مولانا سید حسین احمد مدنی اور اس حلقہ کے دوسرے علماء کا ذکر ہوا۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کے تذکرہ میں لکھا ہوتا ہے کہ "حضرت کو انگریزوں سے بڑی نفرت تھی"۔ میں ان علماء کے اخلاق اور دینداری کا قائل ہوں۔ مگر انگریز تو ہمارے لئے مدعو کا درجہ رکھتے تھے اور مدعو کے لئے نصح (خیر خواہی) کا حکم ہے۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ علماء انگریزوں سے نفرت کیوں کرنے لگے۔ مذکورہ عالم نے علماء کی اس منفی روش کو جائز ثابت کرنا شروع کر دیا۔

میں نے کہا آپ فرماتے ہیں کہ میں مغربی دنیا میں آکر دعوت کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ اور مغربی لوگوں کے لئے آپ کے سینہ میں خیر خواہی اور محبت نہیں پھر آپ دعوت کا کام کیسے کریں گے۔ میں نے کہا کہ آج کل لوگوں نے دعوت کا کام یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام کی بالاتری ظاہر کر کے دوسری قوموں کے اوپر فخر کریں۔ یہ دعوت نہیں ہے بلکہ یہ قوم پرستی ہے۔ دعوت یہ ہے کہ دوسروں کو آپ اپنے جیسا انسان سمجھیں۔ آپ کے دل میں ان کے لئے محبت ہو۔ ان کی اصلاح کی خاطر آپ ان کی زیادتیوں کو نظر انداز کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ آپ ان کی نجات کے حریص بن جائیں۔ اس کے بغیر جو دعوتی کام کیا جائے گا۔ وہ ایک مذاق ہوگا نہ کہ حقیقی معنوں میں دعوت الی اللہ"۔

(صفحہ ۲۸،۲۹)

مندرجہ بالا تحریر سے ہمارا ذہن خود بخود ۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کے تاریخی دن کی طرف منتقل ہو گیا جبکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سپین میں سات سو چوالیس سال کے بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا تو ساتھ ہی حاضرین کو انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "میرا پیغام صرف یہ ہے کہ:

"Love for all hatred for none"

یعنی پیار سب کے ساتھ نفرت کسی سے نہیں

اس مختصر مگر انقلاب آفریں پیغام کا اہل سپین نے پرجوش خیر مقدم کیا اور تالیاں بجا کر اپنی دلی مسرت کا ایسے والہانہ انداز میں اظہار کیا کہ اس کے تصور سے آج بھی دل و دماغ روحانی لطف و سرور سے بھر جاتے ہیں۔

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

☆......☆......☆

امریکہ میں احمدیت کے مخصوص علمِ کلام کی فتح کا نقّارہ

مذکورہ بالا رسالہ میں مزید لکھا ہے:

"یہاں ایک امریکن مسلم کونسل (Tel:202-789 2262) ہے۔ اس نے ۲۲ر اگست ۱۹۹۶ء کو ایک صفحہ کا ایکشن الرٹ (action alert) چھاپ کر تقسیم کیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ امریکی میگزین نیوزویک (۱۹ر اگست ۱۹۹۶ء) نے مسٹر وڈورڈ (Kenneth L Woodward) کا ایک آرٹیکل چھاپا۔ اس میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ طاقت کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے۔

اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ایکشن الرٹ میں کہا گیا تھا کہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے صرف اس وقت دفاع کے لئے جنگ کی ہے جبکہ انہیں اکسایا گیا ہے یا ستم زدہ لوگوں کی درخواست پر۔ انہوں نے کبھی اسلام کو پھیلانے کے لئے جنگ نہیں کی:

Historically, Muslims have fought only when provoked; in defence of themselves, or at the request of the opressed, never for the purpose of spreading Islam.

(صفحہ ۳۹)

الحمدللہ آج سے ۹۸ سال قبل امام عصر مسیح وقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی معرکہ آرا تالیف "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں جس نظریہ جہاد کو پوری قوت سے پیش فرمایا تھا امریکن مسلم کونسل کو بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ یہ امریکہ میں احمدیت کے مخصوص علم کلام کی فتح کا نقارہ ہے اور اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت بھی کہ مغربی دنیا کے قلوب کی تسخیر اور انہیں اسلام میں لانے کے لئے انہی دلائل و براہین کو بروئے کار لانا ضروری ہے جو حضرت اقدسؑ نے قرآن و تاریخ کی روشنی میں اپنے بلند پایہ لٹریچر میں تحریر فرمائے ہیں۔

حضور انور نے مذکورہ کتاب میں عہد نبوی کی تمام جنگوں کو دفاعی قرار دیتے اور ان کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لئے ان کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں، مال میں، کثرتِ جماعت میں، عزت میں، مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔